سنت فجر سے متعلق جملہ احکام و مسائل پر مشتمل منفرد انداز میں ایک مکمل اور مدلل تحقیق

ضوء البدر

علی تحقیق

سنة الفجر

پسند فرمودہ

محدث کبیر استاذ العلماء
حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی صاحب
دامت برکاتہم العالیہ

مجسمہ اخلاق استاذ حدیث حضرت مولانا مفتی عبد اللہ شاہ
دامت برکاتہم العالیہ

مؤلف
حضرت مولانا محمد شفیق شهرانوی مدظلہ العالی
فاضل و مدرس جامعہ دار العلوم اسلامیہ چارسدہ

سنت فجر

سے متعلق جملہ احکام ومسائل پر مشتمل منفرد انداز میں ایک مکمل اور مدلل تحقیق

ضوء البدر

علی تحقیق

سنة الفجر

پسند فرمودہ:

۱)... محدث کبیر استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتھم العالیہ

نائب مفتی دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

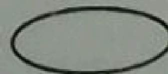
۲)... مجسمہ اخلاق استاذ حدیث حضرت مولانا مفتی عبداللہ شاہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ

رئیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ

مؤلف

حضرت مولانا **محمد شفیق شہرانوی** مدظلہ العالی

فاضل ومدرس جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ



فہرست مضامین

تقریظ

بقية السلف فقيه العصر شيخ المشائخ زبدة المحدثين

حضرت **مولانا مفتی محمد فرید** صاحب

نور الله مرقده

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله وسلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ

امابعد: پس بندہ نے یہ رسالہ ''ضوء البدر علی تحقیق سنۃ الفجر'' مؤلف مولانا محمد شفیق مدرس دار العلوم اسلامیہ چارسدہ کا مطالعہ کیا۔

اللہ تعالیٰ اس کو مقبول اور نافع کرے۔ جزاہ اللہ جزاءً حسناً۔

محمد فرید عفی عنہ

اکوڑہ خٹک

دعائیہ کلمات

شیخ الاسلام محقق وفقیہ العصر

حضرت **مولانا مفتی محمد تقی عثمانی** صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

سابق رئیس مجمع الفقہ الاسلامی بجدۃ

نائب رئیس دارالعلوم کراتشی ۱۴ باکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس کتاب کے بارے میں دعائیہ کلمات

''دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو مفید خاص وعام بنائیں۔آمین

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۶ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

تقریظ

لفضيلة الشيخ استاذالعلماء والمشائخ المجاهد الكبير شيخ القرآن والحديث

حضرت **مولانا سید شیر علی شاہ** صاحب

دامت بر کاتهم العاليه

استاذِحدیث بجامعه دار العلوم حقانیه اکوڑہ خٹک

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفىٰ

اما بعد: محترم حضرت مولانا محمد شفیق صاحب مدرس دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ کی محققانہ تالیف ''ضوء البدر علی تحقیق سنۃ الفجر'' کے اکثر صفحات کا مطالعہ نصیب ہوا۔ ماشاءاللہ حضرت موصوف نے سنۃ الفجر کے ساتھ وابستہ تمام مسائل پر سیر حاصل تبصرے فرمائے ہیں۔ اس موضوع پر یہ کتاب ایک مایہ ناز علمی تحفہ ہے۔ رب العلمین جل جلاہ حضرت موصوف کے ان مبارک علمی جد جہد کو دارین کی سعادتوں کا باعث بنادے۔ اور اس کتاب سے عوام وخواص کو استفادہ کی سعادت نصیب فرمائے۔

کتبہ شیر علی شاہ

مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۲۵ شوال ۱۴۲۴ھ

تقریظ

لفضیلة الشیخ استاذالعلماء والمشائخ شیخ الحدیث

حضرت **مولانا محمد گوھر شاہ** صاحب

دامت برکاتھم العالیہ

مدیر اعلیٰ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

امابعد: ہمارے دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ کے قابل فخر فاضل اورکہنہ مشق مدرس حضرت مولانا محمد شفیق صاحب نے سنت فجر پر محققانہ تالیف ''ضوء البدر علی تحقیق سنۃ الفجر'' کی ہے ۔مولانا موصوف نے اس میں سنت فجر کی اہمیت اور فضیلت کے ساتھ مجوزین کے پیش کردہ دلائل سے تسلی بخش جوابات دیئے ہیں ۔ یہ تالیف اپنی موضوع پر منفرد حیثیت کی حامل تالیف ہے ۔اللہ تبارک مولانا موصوف کی اس عظیم کاوش کو دارین کی سعادت کا ذریعہ بنا کرعوام اور خواص کو استفادہ کی سعادت نصیب فرمائیں ۔آمین

محمد گوہر شاہ عفی عنہ

تقریظ

استاذ العلماء والمشائخ

حضرت **مولانا غلام محمد صادق** صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

شیخ التفسیر والحدیث بجامعہ دارالعلوم اسلامیہ جارسدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فجر کی سنت دو رکعتیں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔احادیث مبارکہ میں اس نماز کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''لا تدعوا رکعتی الفجر ولو طردتکم الخیل ''یعنی فجر کی دو رکعتیں سنت مت چھوڑو اگر چہ گھوڑے تمہیں روند ڈالیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دوسری سنتوں کی نسبت سنت فجر زیادہ اہمیت وفضیلت رکھتی ہے۔اس لئے علماء کرام اور فقہاء عظام نے ان دو رکعتوں کی ادائیگی کی دوسری سنتوں کے مقابلہ میں زیادہ تاکید کی ہے آج کل افراط وتفریط کا دور ہے کوئی اس کی اہمیت سے منکر ہے تو کوئی اسکی ادائیگی میں حد سے تجاوز کر رہا ہے۔ظاہر ہے کہ سنن قبلیہ میں سے ہیں یعنی فجر کی فرض نماز سے پہلیادا کی جائیں گے۔فرض نماز کے بعد اس کی ادائیگی نہیں ہے۔البتہ زیادہ اہتمام کی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ اگر زوال سے پہلے فجر نماز کی قضا کرنی ہے تو اس کی ساتھ سنت الفجر بھی ادا کی جائے یا اگر سورج نکلنے کے بعد کوئی ادا کرے تو نفل کی حیثیت

سے باعث ثواب ہے۔ بعض لوگ فجر کی فرض ادا کرنے کے بعد متصل کھڑے ہو کر سنت الفجر کی قضا کرتے ہیں یہ جائز نہیں۔

اس مسئلہ پر ہمارے دار العلوم اسلامیہ چارسدہ کے قابل فخر فرزند اور کامیاب مدرس حضرت مولانا محمد شفیق صاحب مدظلہ نے قلم اٹھا کر پوری تفصیل و وضاحت کے ساتھ تنقیح کی ہے۔ اور سنت الفجر کی اہمیت و فضیلت اور اس کے متعلق ضروری احکام و مسائل کے علاوہ فجر کی فرض نماز کے بعد قبل طلوع الشمس سنت پڑھنے کے مجوزین و مانعین کی دلائل پر سیر حاصل بحث کر کے مانعین کی زبردست تائید و تصویب کی ہے اور مجوزین کی غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے مسکت جوابات دیئے ہیں۔

یہ حضرت مؤلف کے میدانِ تصنیف و تالیف میں پہلی کاوش ہے جبکہ ان کا جذبہ عالم شباب میں ہے۔ میں اس تحریر و تالیف کی تائید کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ محترم مؤلف کے قلم سے مزید فائدہ بھی پہنچ جائے گا۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ محترم مؤلف کو عمر، عمل، تصنیف و تالیف، تدریس و تعلیم اور دیگر اعمال صالحہ میں برکات و عنایات عطا فرمائیں۔

غلام محمد صادق غفرلہ

۱۳ جنوری ۲۰۰۴ء

تقریظ

لفضیلة الشیخ محدث کبیر استاذ العلماء والمشائخ

حضرت **مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی** صاحب

دامت برکاتھم العالیه

استاذ عربی واستاذِ حدیث ونائب مفتی بجامعه دارالعلوم کراتشی ۱۴

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم محمد وآله واصحابه اجمعین

امابعد: احقر نے رسالہ ''ضوء البدر علی تحقیق سنۃ الفجر'' کا شروع سے آخر تک مطالعہ کیا۔ فجر کے بارے میں ماشاءاللہ یہ ایک مختصر اور جامع رسالہ ہے۔ جس میں فجر کی سنتوں کی تاکید، فضیلت اور ضروری مسائل، احادیث، آثار اور فقہ کی روشنی میں لکھے گئے ہیں۔ غیر مقلدوں کے شبہات کا ازالہ بھی مہذب انداز میں کیا گیا ہے۔ آخر میں پورے رسالے کا خلاصہ ضروری مسائل کی شکل میں قابلِ قدر ہے۔

احقر کو یہ رسالہ بہت پسند آیا اور اس سے پہلے کسی اَور کا اس موضوع پر کوئی رسالہ بھی نظر سے نہیں گزرا۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو قبول فرمائیں اور عوام وخواص کیلئے نافع اور مفید بنائیں۔ آمین

عبدالرؤف سکھروی

نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۵-۰۲-۱۴۲۰ھ

تقریظ

مجسمہ اخلاق استاذ العلماء وشیخ التفسیر واستاذِ حدیث

حضرت **مولانا مفتی عبداللہ شاہ** صاحب

دامت برکاتھم العالیہ

رئیس دارالافتاء جامعہ دار العلوم اسلامیہ چارسدہ

الحمدللہ و کفیٰ وعبادہ الذین اصطفی اما بعد:

سنت فجر کی اہمیت اور مسائل سے ناواقفی کی وجہ سے عوام کے درمیان پیدا شدہ مسائل کے حل کے لئے دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ کے مایہ ناز نوجوان عالمِ دین اور مدرس حضرت مولانا محمد شفیق صاحب نے سنت الفجر کی اہمیت، فضیلت، احکام اور مسائل پر بڑے دلکش انداز میں زیر نظر کتاب ''ضوء البدر علی تحقیق سنۃ الفجر'' تالیف کی ہے اور ہر مسئلہ کو دلیل، اقوال وافعال پیغمبر ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے آثار سے مزین کیا ہے۔

کتاب کے ہر جملہ سے حضرت مولانا موصوف کی للّٰہیت، عجز وانکسار اور تقویٰ ظاہر ہوتا ہے ماشاءاللہ ''ضوء البدر علی تحقیق سنۃ الفجر'' خواص وعوام دونوں کے لئے ایک علمی تحفہ اور نعمت عظمیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اس تالیف کو اپنے دربار عالیہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور مؤلف، اس کے والدین اور اساتذہ کرام کے لئے ثواب دارین کا ذریعہ بنائے اور اس کتاب سے عامۃ المسلمین کو استفادہ کی سعادت نصیب فرمائے اور مؤلف کے علم وعمل، جان ومال، عمر اور اولاد میں برکت دے کر مزید دینی خدمات کے مواقع فراہم فرمائے۔ آمین ثم آمین

عبداللہ شاہ عفی عنہ

۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ بمطابق ۷ مارچ ۲۰۰۴ء

تقریظ

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء واستاذ حدیث

حضرت **مولانا ابو سعید محمد ہاشم خان** صاحب

دامت برکاتهم العالیه

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العٰلمین والصلوٰة والسلام علیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آله واصحابه الذین هم هداة الحق والصراط المستقیم اما بعد:

دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ کے نوجوان عالم دین حضرت مولانا محمد شفیق صاحب مدظلہم جیسے مایہ ناز فضلاء پر ہم بھی ناز کرتے ہیں۔ طالب علمی کے ابتدائی دور سے لے کر فارغ التحصیل ہونے تک دارالعلوم ہی کے رہے اور اس سارے دور میں دارالعلوم اور اساتذہ کرام کو شکایت کا موقع تو درکنار ہمیشہ دارالعلوم اور اساتذہ کرام کے ایک خادم خاص کی طرح خدمت ومعاونت کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف دارالعلوم کے تمام امتحانات میں اپنے ہم عصر وہم سبق ساتھیوں میں ہمیشہ فائق رہے اور اسی طرح ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے تحت منعقدہ تمام درجات کے امتحانات میں بھی اپنے مدرسہ میں اول پوزیشن حاصل کرتے رہے۔

تمام اساتذہ کرام پہلے بھی آج بھی ان کے حق میں دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطاء فرمائے۔

فراغت کے بعد اب ماشاء اللہ دارالعلوم کے اعلیٰ درجہ کے مدرس ہیں اور طلبہ کرام کے درمیان ہردلعزیز استاذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مولانا موصوف کی کتاب ''ضوء البدر علی تحقیق سنۃ الفجر'' تصنیفی میدان میں پہلی کاوش اور پہلا قدم ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق سے نوازیں۔

مسئلہ مبحوث عنہا میں موصوف نے ترتیب وار اقوال رسول اللہ ﷺ، اقوال وآثار صحابہؓ اور اسی طرح تابعین کے اقوال وتعامل کا ذکر کر کے بڑی محنت وعرق ریزی سے اس موضوع پر کافی ذخیرہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دیں۔

اس تحقیق سے ان شاء اللہ العزیز بعض ناواقف یا حاسد طبیعت لوگوں کے شبہات کا ازالہ ہوگا، بلکہ میرے خیال میں اب اسی ایک موضوع پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ ایک مُنصِف مزاج کے لئے یہی کچھ کافی ہے، البتہ متعصب ومعاند کا علاج نہیں ہوسکتا۔ حضرت مؤلف مد ظلھم کے حق میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مزید علمی خدمت کی اخلاص کے ساتھ توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ تمام دینی خدمات کو مؤلف کے لئے اور ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنادیں۔ آمین ثم آمین

لاحول وقوۃ الا باللہ العلی العظیم

العبد الضعیف ابوسعید محمد ھاشم خان عفا اللہ عنہ

٢١ ذی الحجہ ١٤٢٤ھ بمطابق ١٣ فروری ٢٠٠٤ء جمعۃ المبارک

مکتوب گرامی

شیخ العرب والعجم

حضرت **مولانامحمد حسن جان** صاحب

دامت برکاتهم العالیه

شیخ الحدیث بجامعه امداد العلوم الاسلامیه بشاور صدر باکستان

خریج الجامعه الاسلامیه بالمدینة المنورة

عضو هیئة کبار العلماء لروئیة الاهلال المرکزی

عضو البرلمان الوطنی سابقاً

عضو مجلس الفکر الاسلامی بجمهوریة باکستان الاسلامیه سابقاً

بسم الله الرحمن الرحیم

حضرت الاخ المکرم مولانا محمد شفیق المحترم حفظه الله تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عمدہ رسالہ ضوء البدر علی تحقیق سنۃ الفجر باعث صد تشکر ہوا اسم بامسمیٰ رسالہ ہے۔ سنت فجر کا مسئلہ مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مگر آپ نے عادلانہ انصاف اور بحث سے حل کیا ہے اور پوری علمی اور مسلکی تحقیق کے ساتھ حسن ظاہری کے ساتھ باطنی کا حسن امتزاج ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کے اس علمی کاوش اور جستجو کو شرف قبول سے نوازے اور آپ کے لئے ذخیرہ آخرت اور صدقہ جاریہ بنادے۔ آمین۔

تمام احباب، اساتذہ کرام اور طلبہ کی خدمت میں تحفہ سلام پیش کرتا ہوں۔ فقط

از محمد حسن جان پشاور صدر ۲۰۰۴_۸_۳

تمہید و سبب تالیف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

الحمد للہ الذی خلق کل شیئ ثم ھدٰی وارسل رسولہ بالھدٰی و جعل العبادةَ مقبولةً بتعلیم طریقہ الھدٰی والصّلوٰة والسلام علی خیرالورٰی محمدن المصطفٰی وعلی اٰلہ و اصحابہ الذین کلّ واحدٍ منھم المقتدیٰ امّا بعدُ.

اللہ تعالیٰ نے جب دنیا میں انسان کی تخلیق کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اسکے ساتھ ساتھ اسکی ہدایت کے واسطے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد ﷺ مبعوث فرمایا تا کہ لوگ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق احکام خداوندی بجالائیں۔ ان احکام میں سے نماز ایک حکم خداوندی ہے جو کہ اسلام کا ایک اہم رکن اور دین کا ستون ہے۔ حدیث مبارک میں ہے "الصلوٰةُ عِمَا دُ الدِّیۡنِ" ۔ عقیدہ اور فکر کی اصلاح کے بعد تمام عبادات میں نماز اہم ترین عبادات ہے کیونکہ یہ نماز متّقی انسان کیلئے تقرّب الی اللہ کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے اپنے اوقات میں اہتمام سے ادا کرنا لازمی قرار دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فرائض کو مکمل کرنے والی سنن

مؤکدہ بھی اہتمام کیساتھ حضورﷺ کے بتائے ہوئے طریقے اور بتائے ہوئے اوقات میں پڑھنے کا اہتمام ضروری ہے۔ اور جن اوقات میں حضورﷺ نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، ان اوقات میں نماز ادا کرنے سے بچنا چاہیے کیونکہ جو عبادت حضورﷺ کے بتائے ہوئے طریقے اور بتائے ہوئے اوقات میں نہ پڑھی جائی وہ عبادت قابل قبول نہیں۔

ان سنن میں سے سنت فجر باعتبار تاکید وفضیلت کے باقی سنن مؤکدہ سے کہیں زیادہ ہے۔ عام لوگ لاعلمی کی وجہ سے سنتِ فجر چھوڑ کر جماعت کے بعد سورج نکلنے سے پہلے پڑھتے ہیں جو کہ صریحاً احادیث کی خلاف ورزی ہے۔

ایک دفعہ "شرح الوقایہ (کتاب الصلوٰۃ)" کے درس میں فجر کی سنتوں کے بارے میں بات ہوئی۔ درس کے بعد میرے ایک دوست نے کہا کہ ہمارے علاقے میں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ فجر کی جماعت کھڑی ہوتے وقت سنت چھوڑ کر جماعت کے بعد پڑھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ حکمت سے سمجھاؤ شاید باز آجائیں۔

دو تین دن بعد اس نے کہا کہ میں نے ان کو مسئلہ بتا دیا لیکن وہ مانتے نہیں اور ان میں سے ایک صاحب نے یہ بھی کہا کہ میں نے اس بارے میں ایک عالم سے ایک حدیث بھی سُنی ہے۔ جس میں حضورﷺ سے فجر کی فرض نماز کے بعد سنت پڑھنے والے شخص کو اجازت مرحمت فرمانا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ہم بھی جماعت کھڑی ہوتے وقت سنت چھوڑ کر جماعت کے بعد پڑھتے ہیں اور چند دن بعد حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی حدیث چند حوالوں کیساتھ تحریراً پیش کی۔

میرے قریبی دوست نے کہا کہ ہم سے بھی دلائل مانگتے ہیں کہ فجر کی سنت فرض

نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے پڑھنا کیوں جائز نہیں ہے۔

بندہ ناچیز نے اس سلسلہ میں تقریباً دس (10) احادیث مرفوعہ جمع کیں اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارک سے جو جوابات علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے تحریر فرمائے تھے لکھ دیئے۔

بندہ نے اس کی ایک فوٹو کاپی اپنے دوست کو دے دی تاکہ لوگوں کو بیان کر کے ان کی اصلاح کریں۔ وہ حضرات اچھے لوگ تھے، پہلے لاعلمی اور عدم واقفیت کی وجہ سے ایسا کرتے تھے، جب انکو مسئلہ سمجھا دیا گیا تو اپنے عمل سے باز آئے۔

بندہ کے پاس یہ مسودہ موجود تھا، دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ سنت فجر پر ایک ایسا مضمون لکھا جائے جو سنت فجر کی تاکید، فضیلت اور شرعی احکام احادیث صحیحہ معتبرہ اور آثارِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم سے مزین ہو۔

تاکہ اپنے دارالعلوم ''جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ'' کے ماہنامہ ''**النصیحۃ**'' میں ناظرین کرام کے فائدہ کیلئے شائع ہو جائے اور ایک صدقہ جاریہ بن جائے۔

بتوفیق اللہ تعالیٰ بندہ نے کتب احادیث وشروح معتبرہ اور جید فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی کتابوں (شامی، بحرالرائق، فتح القدیر، بدائع الصنائع، عالمگیری، نصب الرایہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، امداد الاحکام، خیر الفتاویٰ، فتاویٰ رحیمیہ، فتاویٰ محمودیہ، احسن الفتاویٰ، امداد المفتین، فتاویٰ دیو بند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ وغیرہ) کا

مطالعہ شروع کیا۔ دورانِ مطالعہ نئی نئی اہم اور ضروری باتیں معلوم ہوتی تھیں بندہ انکو جمع کرتا رہا اور اس مضمون نے کافی حد تک طوالت اختیار کی۔

ایک دفعہ محترمی و مشفقی استاذِ حدیث حضرت مولانا مفتی عبداللہ شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور محترمی و مشفقی استاذ حدیث ابوسعید حضرت مولنا محمد ہاشم خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ اگر یہ **"النصیحة"** میں شائع ہونے کیساتھ ساتھ ایک مستقل رسالہ کی شکل میں شائع ہوجائے تو زیادہ مفید ہوگا۔

اس سے ذمہ داری اور بڑھ گئی کیونکہ تصنیف وتالیف ایک مشکل کام ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ "مَنْ صَنَّفَ فَقَدْ اُسْتُهْدِفَ" جس نے تصنیف کی وہ نشانہ بنایا گیا۔ بہرحال احقر نے یہ رسالہ اردو زبان میں لکھ دیا (تا کہ عام لوگ اس سے استفادہ کر سکیں)۔ بندہ چونکہ اہلِ زبان نہیں ہے اس لئے گرائمر کے لحاظ سے غلطیوں کا کافی امکان ہے۔

تاہم اس سلسلہ میں بندہ کیساتھ اپنے دارالعلوم کے مشفق اساتذہ کرام مدظلہم العالی اور اردو گرائمر کی تصحیح میں حضرت مولانا سید الامین صاحب مدظلہ العالی محترم جناب فضل اکبر صاحب، جناب ماسٹر ظاہر شاہ صاحب اور جناب محمد بلال کھانڈا کراچوی صاحب اور جناب حافظ سردار اکبر صاحب نے خوب سعی اور تعاون فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے یہ تعاون وسعی اپنی دربارِ عالیہ میں قبول فرمائیں۔

چونکہ بندہ کی یہ پہلی کتاب ہے اور علمی بے بضاعتی کا بھی خوب احساس ہے، اللہ تعالیٰ بندہ ناچیز کی خطاؤں سے درگزر فرمائے۔

لہٰذا علماء کرام سے خصوصی درخواست ہے کہ اس کتاب میں جہاں کہیں کسی قسم کی غلطی پائیں اس کو ہدف تنقید نہ بناتے ہوئے بندہ کو مطلع فرماویں تا کہ آئندہ طباعت میں اسکی اصلاح کر دی جائی۔

یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں مولائے کریم کا فضل واحسان اور میرے مہربان اساتذہ کرام کی نظر کرم کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اجرِ عظیم سے نوازیں اور بندہ کی اس کاوش کو اپنی جناب میں شرف قبولیت اور اہل اسلام میں مقبولیت عطا فرمائیں اور بندہ اور اس کے والدین اور اساتذہ کرام کیلئے دارین میں درجاتِ عالیہ کا سبب بنائے۔

امین یارب العالمین

بندہ ناچیز محمد شفیق عفا اللہ عنہ
یکم شوال المکرم بروز منگل ۱۴۲۴ھ
بمطابق ۲۵ نومبر ۲۰۰۳ء

فجر کی سنتیں

جمعۃ المبارک کے علاوہ روزانہ بارہ (۱۲) رکعت سنت مؤکدہ پڑھنے کی بہت تاکید اور فضیلت احادیث رسول اللہ ﷺ میں مذکور ہے۔ جیسا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی فِی یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّۃِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَھَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ.

(ترمذی شریف ص ۵۶ ج ۱ کتاب الصلوۃ)

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص دن رات میں بارہ (12) رکعت سنت پڑھے اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔ چار رکعت (نماز) ظہر سے پہلے اور دو رکعت (نماز) ظہر کے بعد اور دو رکعت (نماز) مغرب کے بعد اور دو رکعت (نماز) عشاء کے بعد اور دو رکعت (نماز) فجر سے پہلے۔

ان سنتوں میں سب سے زیادہ مؤکد اور قوی فجر کی دو سنتیں ہیں۔ بدائع الصنائع میں ہے۔

وَاَقْوٰی السنن رکعتا الفجر لورود الشرع بالترغیب فیھما مالم یردفی غیرھما. (ص۲۸۴ج۱کتاب الصلوٰۃ)

(وھکذافی البحر ص ۸۳ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ)

فجر کی سنتوں کے بارے میں جتنی تاکید اور فضیلت احادیث نبوی ﷺ میں آئی ہے۔اتنی کسی دوسری سنت نماز کے بارے میں نہیں آئی ہے۔ چند احادیث صحیحہ اور معتبرہ فجر کی سنتوں کی تاکید وفضیلت کی ذکر کی جارہی ہیں۔

فجر کی سنتوں کی تاکید

۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِنْ النَّوافِلِ اَشَدُّ تَعَاھُدًا مِنْہُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ.

(بخاری ص ۱۵۶ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب تعاھد رکعتی الفجر ومن سماھا تطوعا،

مسلم ص ۲۵۱ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ.

ابوداؤد ص ۱۷۸ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ باب رکعتی الفجر ،

السنن الکبریٰ للبیھقی صفحہ ۴۷۰ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ،

مشکوۃ صفحہ ۱۱۲ ج ۱، کتاب الصلوۃ باب السنن والفضائل)

ترجمہ:

حضور اقدس ﷺ نوافل (اور سنن) میں سب سے زیادہ اہتمام فجر کی دو رکعت سنتوں کا فرماتے تھے۔

۲) حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ.

(ابو داؤد ص ۱۷۹ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب رکعتی الفجر

طحاوی ص ۲۰۹ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ مکتبہ حقانیہ)

ترجمہ:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صبح کی دو رکعتیں (سنت) مت چھوڑو اگرچہ گھوڑے تمہیں روند ڈالیں۔

۳) حضرت عائشہؓ سے ایک دوسری حدیث تاکیداً منقول ہے۔

قَالَتْ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ....وَرَکْعَتَیْنِ بَیْنَ النِّدَائَیْنِ وَلَمْ یَکُنْ یَدَعُهُمَا اَبَدًا.

(بخاری ص ۱۵۵ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ ، باب المداومۃ علی الفجر)

ترجمہ:

فرماتی ہیں حضور اکرم ﷺ نے عشاء .... اور دو رکعتیں (فجر کی سنت) اذان واقامت کے درمیان ادا فرمائی اور ان دونوں کو کبھی بھی نہیں چھوڑا۔

۴) ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے ایک تیسری حدیث تاکیداً منقول ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ لَایَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ.

(بخاری ص ۱۵۷ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب رکعتین قبل الظھر)

ترجمہ:

آنحضرت ﷺ ظہر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت (سنت) اور صبح کی فرض نماز سے پہلے دو رکعت (سنت) نہیں چھوڑتے تھے۔

فجر کی سنتوں کی فضیلت

۵) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک مرفوع حدیث صبح کی سنت کی فضیلت کے بارے میں مروی ہے۔

قَالَ رَسُوْ لُ اللهِ صَلّٰی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّ نْيَاوَمَافِيْهَا.

(مسلم ص ۲۵۱ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ،

ترمذی ص ۵۶ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی رکعتی الفجر من الفضل،

السنن الکبریٰ للبیھقی ص ۴۷۰ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ، باب تاکید رکعتی الفجر،

مشکوۃ ص ۱۰۴ ج ۱، کتاب الصلوٰۃ باب السنن والفضائل

طحاوی ص ۲۰۹ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعت (سنت) دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔ (عمل صالح کے علاوہ دیگر دنیوی اشیاء مثلاً مال وجاہ وغیرہ (مرقاۃ صفحہ ۱۱۱۔۱۱۲ ج ۳) سے زیادہ بہتر ہے۔

فجر کی سنتوں کی امتیازی حیثیت

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ کی وجہ سے فقہاء کرامؒ فجر کی دو سنتوں کو امتیازی حیثیت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

۱) بلا عذر فجر کی سنتیں بیٹھے ہوئے پڑھنی جائز نہیں (کمافی البحر الرائق ص۸۳ ج۲)

قال فی الخلاصۃِ اَجْمَعُوْا اَنَّ رَکْعَتَیِ الفجرِ قاعدًا من غیر عذر لا یجوز کذاروی الحسن عن ابی حنیفہؒ

۲) مفتی کیلئے فتویٰ دیتے وقت ساری سنت نمازوں کو ترک کرنا جائز ہے مگر سنت فجر کے علاوہ۔ (کمافی البحر ص۸۴ ج۲ کتاب الصلوٰۃ)

وفی النہایۃ قال مشا یخنا العا لم اذا صار مرجعا فی الفتاوی یجوزلہ ترک سائرِ السنن لحاجۃ الناس الی فتواہ الا سنّۃَ الفجرِ. (ھٰکذا فی الھندیہ ص۱۱۲ ج۱ کتاب الصلوٰۃ)

۳) فجر کی سنتوں سے منکر پر کفر کا خوف کیا جاتا ہے۔ وفی المضرات معزیا الی العتابی من انکر سنّۃَ الفجر یُخشیٰ علیہ الکفرُ. (البحر ص۸۴ ج۲ کتاب الصلوٰۃ)

۴) دیگر سنتوں کی قضاء نہیں سوائے سنت فجر کے

وفی الخلاصۃ الظاھر من الجواب اَنَّ السنۃَ لا تُقْضیٰ الاَّ سنّۃَ الفجرِ. (البحر الرائق ص ۸۴ ج۲ کتاب الصلوٰۃ، الھندیہ ۱۱۲ ج۱ کتاب الصلوٰۃ)

فجر کی سنتوں میں مسنون اعمال

فجر کی سنتوں میں چار اعمال سنت ہیں۔

(۱) صبح سویرے پڑھنا۔

(۲) گھر میں پڑھنا۔

(۳) ہلکی پھلکی پڑھنا یعنی مختصر قراءۃ کیساتھ پڑھنا۔

(۴) پہلی رکعت میں ''سورۂ کافرون'' یعنی قل یا ایھا الکفرون اور دوسری رکعت میں ''سورۂ اخلاص'' یعنی قل ھو اللہ احد پڑھنا۔

ان چار سنت اعمال کا ثبوت درجہ ذیل احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے۔

۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بیان کیا

اَنَّہٗ کَانَ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَطَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ.

(بخاری ص ۱۵۷ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب الرکعتین قبل الظھر)

ترجمہ:

حضور اقدس ﷺ طلوع فجر کے وقت مؤذن کے اذان دینے (کے بعد) دو رکعت (فجر کی سنتیں) ادا فرماتے تھے۔

۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور ﷺ کی فجر کی سنت کا تعامل منقول ہے۔

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّا صَلّٰی

رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ.

(ابن ماجه ص ٨١ ج ١ كتاب الصلوٰة،باب ماجاء فى الركعتين قبل الفجر)

ترجمہ:

حضورﷺ جب وضوء کرتے تو دو (۲) رکعت (سنتِ فجر) پڑھتے، پھر نماز فجر کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔

ان دونوں حدیثوں سے فجر کی سنتیں صبح سویرے ادا کرنا ثابت ہوتا ہے۔

۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِى بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا.

(مسلم ص ٢٦٥ ج ١ كتاب الصلوٰة باب استحباب صلوٰة النافلة فى بيته وجوازها فى المسجد، بخارى ص ٦٢ ج ١ كتاب الصلوٰة،ابو داؤد ص ٢٠٣ ج ١ كتاب الصلوٰة)

ترجمہ:

کچھ نمازیں اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اور ان کو قبریں نہ بناؤ۔

۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا

لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ (مسلم ص ٢٦٥ ج ١ كتاب الصلوٰة)

ترجمہ:

اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔

۵) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلٰوةِ فِى بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِى

بَيْتِهٖ اِلاَّ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ.

(مسلم ص ۲۶٦ ج ۱ کتاب الصلوٰة، ابو داؤد ص ۲۰۴ ج ۱ کتاب الصلوٰة)

ترجمہ:

تم اپنے گھروں میں نماز پڑھنا لازم پکڑو، کیونکہ فرض نماز کے علاوہ افضل نماز آدمی کا اپنے گھر میں ادا کرنا ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے سنتوں کا گھر میں پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

فائدہ:

تحیۃ المسجد اور تراویح کے علاوہ دیگر سنن ونوافل کو گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے لیکن اگر گھر میں علیحدہ جگہ نہ ہو یا تصاویر آویزاں ہوں یا گانا بجانا ہو اور اسکے مٹانے اور بند کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو، یا بچوں کے شور کی وجہ سے یا (سنن بعدیہ ہو اور) پڑھنے میں خوف تاخیر یا بھول جانے کا اندیشہ ہو یا تارکِ سنن کیساتھ متہم ہو جانے کا اندیشہ ہو یا گھر میں کوئی اور امر خشوع وخضوع میں مخل ہو، تو پھر مسجد میں پڑھنا ہی افضل ہے۔ لیکن حاجی (جو دور دراز علاقہ سے بیت اللہ شریف اور روضہ اقدس ﷺ کی زیارت کیلئے آیا ہو اور وہاں ایک عارضی مکان میں قیام پذیر ہو اُن) کیلئے بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی ﷺ میں نفل (وسنت) پڑھنا افضل ہے کہ انکو (پھر) یہ موقع میسر نہ ہوگا جیسا کہ مُلا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۱۸٦ ج ۳" میں فرماتے ہیں۔

وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْكَعْبَةَ وَالرَّوْضَةَ الشَّرِيْفَةَ تُسْتَثْنَيَانِ لِلْغُرَبَاءِ لِعَدَمِ حُصُوْلِهِمَا فِيْ مَوَاضِعَ اُخَرَ فَتُغْتَنَمُ

الصَّلٰوۃُ فِیھِمَا قِیَاسًا عَلٰی مَا قَالَہٗ اَئِمَّتُنَا اَنَّ الطَّوَافَ لِلْغُرَبَاءِ اَفْضَلُ مِنَ الصَّلٰوۃِ النَّافِلَۃِ. واللہ اعلم

مذکورہ بالا بیان فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۲۱۱ ج ۴ کتاب الصلوٰۃ، امداد الاحکام ص ۶۱۳ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، احسن الفتاویٰ ص ۴۸۷ ج ۳ کتاب الصلوٰۃ، خیر الفتاویٰ ص ۴۷۱-۴۷۲ کتاب الصلوٰۃ اور فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۹ ج ۵ کتاب الصلوٰۃ کا خلاصہ ہے۔

حضرت علامہ مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ ''آج کل چونکہ سُستی کا غلبہ ہے اس لئے مسجد میں پڑھنے پر فتویٰ دیا گیا ہے، لیکن جس شخص کا اعتماد ہو کہ گھر جا کر سنّتیں فوت نہ ہوں گی (یا مذکورہ بالا اُمور نہ ہوں تو) اس کیلئے آج بھی گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ (درس ترمذی ص ۱۹۵ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ)

گھر میں سنن و نوافل پڑھنے کا ثواب

باقی رہی یہ بات کہ گھر میں سنن و نوافل پڑھنا مسجد میں یا کسی کے سامنے علانیہ پڑھنے سے کتنے درجے افضل ہے تو اس سلسلے میں تحقیق یہ ہے کہ

''گھر میں نوافل (و سنن) پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے پچیس (۲۵) درجے افضل ہے جیسا کہ علامہ شاہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ''فیض الباری'' میں ص ۴۳۳ پر آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد گرامی ''اِجْعَلُوْا فِی بُیُوْتِکُمْ مِنْ صَلٰوتِکُمْ'' کے تحت فرماتے ہیں:

قُلْتُ وَفِی المصنّفِ لِابْنِ اَبِی شِیْبَۃَ باسنادٍ قویٍّ اَنَّ

النَّافِلَةَ فِی الْبَیْتِ بِخَمْسٍ وَّ عشرِیْنَ ضِعْفًا بالعلانِیَّۃِ فالنّسبۃُ بَیْنَهُمَا کالنسبۃِ بَینَ الْمَکْتُوْبَۃ بالجَمَاعۃِ وَالبَیْتِ.

٦) ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا یُصَلِّی اِلَّا رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ.

(مسلم ص ۲۵۰ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، بیھقی ص ۲۵ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

آپ ﷺ صبح صادق طلوع ہونے (کے بعد) دو (۲) رکعت (سنّتِ فجر) تخفیف کیساتھ ادا فرمانے کے علاوہ اور نماز نہ پڑھتے تھے۔

۷) اسی سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک مرفوع حدیث منقول ہے۔ فرماتی ہیں

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ اِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ وَیُخَفِّفُهَا.

(مسلم ص ۲۵۰ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر الخ، بخاری ص ۱۵٦ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب مایقراء فی رکعتی الفجر)

ترجمہ:

حضور ﷺ صبح کی اذان سننے (کے بعد) دو (۲) رکعت (سنّتِ

فجر) ہلکی (مختصر قراۃ کیساتھ) ادا فرماتے تھے۔

۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ایک دوسری حدیث بھی اس سلسلے میں منقول ہے۔ فرماتے ہیں

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ بَعْدَ مَا یَطْلَعُ الْفَجْرُ.

(بخاری ص ۱۵۶-۱۵۷ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب التطوع بعد المکتوبۃ،
مشکوٰۃ ص ۱۱۲ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

حضور ﷺ طلوع فجر کے بعد دو (۲) رکعت (سنتِ فجر) تخفیف کیساتھ ادا فرماتے تھے۔

۹) امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور حدیث مروی ہے جس میں فرماتی ہیں

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخَفِّفُ الرَّکْعَتَیْنِ اللَّتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی اِنِّی لَاَقُوْلُ ھَلْ قَرَأَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَفِی رِوَایَۃٍ ھَلْ قَرَأَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ اَمْ لَا.

(بخاری شریف ص ۱۵۶ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب یقرا فی رکعتی الفجر،
مسلم شریف ص ۲۵۰ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر،
ابو داؤد ص ۱۷۸ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

حضور ﷺ صبح کی فرض نماز سے پہلے دو (۲) رکعت (سنّتِ فجر)
اتنی مختصر پڑھتے تھے کہ میں اپنے دل میں کہتی تھی، معلوم نہیں آپ
ﷺ نے ان میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے؟؟

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے ان میں سورۃ فاتحہ (کو) پڑھ لیا کہ نہیں؟

فائدہ:

اس حدیث مبارک کا یہ معنیٰ نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور ﷺ کے فاتحہ کی قرأت کے بارے میں شک تھا بلکہ معنیٰ یہ ہے کہ حضور ﷺ عام نوافل میں طویل قرأت فرماتے تھے اور جب نبی کریم ﷺ نے سنّتِ فجر میں تخفیف فرمائی تو انہیں ایسا محسوس ہوا کہ گویا حضور ﷺ نے فاتحہ پڑھی ہی نہ ہو۔

(فتح الباری ص ۴۷ ج ۳ کتاب الصلوٰۃ)

حضرت شاہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول "هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ اَمْ لَا" قراءت میں تخفیف کرنے پر محمول کیا ہے۔

(فیض الباری ص ۴۳۰ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ)

ان احادیث مبارکہ سے بھی سنّتِ فجر صبح سویرے پڑھنا اور تخفیف کیساتھ ادا کرنا معلوم ہوتا ہے۔

۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے منقول ہے

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ و قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد"

(مسلم ص ۲۵۱ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب رکعتی الفجر، ابو داؤد ص ۱۷۸ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ

باب رکعتی الفجر ابن ماجہ ص ۸۱ ج ۱ ،باب ماجاء فی الرکعتین قبل الفجر)

ترمذی ص ۵۸ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعت (سنت) میں قل یا ایھا الکفرون (پہلی رکعت میں) اور قل ھو اللہ احد (دوسری رکعت میں) پڑھی۔

۱۱) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

مَااَحْصِی مَاسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَالرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ بِقُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدُ.

(طحاوی ص ۲۰۸ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ:

مجھے تعداد یاد نہیں کہ میں نے کتنی مرتبہ آپ ﷺ سے فجر (کی فرض نماز) سے پہلے اور مغرب (کی فرض نماز) کے بعد دو (سنت) رکعتوں میں "قل یا ایھاالکفرون "اور" قل ھو اللہ احد"

پڑھنا سنا ہے۔

سنت فجر میں "سورۃ کافرون" اور "سورۃ اخلاص" کے پڑھنے میں حکمت

حکمت ان میں یہ ہے کہ یہ دونوں سورتیں اللہ تعالیٰ کی عبادت، اسکی وحدانیت، تسبیح اور مشرکین کے عقائد کی تردید پر مشتمل ہیں تاکہ فجر کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور شرک سے براءت کیساتھ ہو جائے اور فرشتے اسکی گواہی دیں جیسا کہ علامہ جزریؒ فرماتے ہیں۔

الحکمة فی قراء ة السورتین علی ماورد فی "مسلم" انهما اشتملتا علیه من عبادة الله وتوحیده وتنزیه الله والرد علی الکافرین فیما یعتقدونه ویدعون الیه کان الا فتتاح به اول الصبح لتشهد به الملائکة وکذالک قال النبی صلی الله علیه وسلم فی حدیث نوفل الاشجعی اقرأ قل یاایها الکفرون ثم نم علی خاتمتها فانّها براء ة من الشرک وکذٰلک قراء ة الایتین المذکورتین (قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَما اُنْزِلَ اِلَیْنَا الایة و قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الیٰ قوله وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ وغیرها) لاشتما لها علی التوحید والا یما ن.

(مرقاة شرح مشکوٰة ص ۱۱۰ ج ۳ کتاب الصلوٰة باب السنن

ان دونوں حدیثوں (حدیث نمبر 11.10) سے فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں

سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھنا معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ جمہور فقہاء کے نزدیک عمل اسی پر ہے......... (ان دونوں رکعتوں اور) بعض خاص نمازوں میں جو خاص سورتوں کا پڑھنا ماثور ہے انکے بارے میں البحر الرائق (آخر صفۃ الصلوٰۃ قبیل باب الامامۃ) میں لکھا ہے کہ اکثر اسکے مطابق عمل کرنا چاہیے لیکن کبھی اسکو چھوڑ بھی دینا چاہیے تاکہ دوسری سورتوں سے اعراض لازم نہ آئے۔

(درس ترمذی صفحہ ۱۸۱ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ)

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے سنتوں میں جو چار مسنون اعمال ثابت ہوئے ہیں۔ فقہاء کرامؒ نے بھی ان کی تصریح فرمائی ہے۔ جیسا کہ "فتاویٰ ھندیہ" میں صفحہ ۱۱۲ ج ۱ پر مذکور ہے۔

السنةُ لركعتَيِ الفجر ان يقرأ فی الاولیٰ "الکافرون" وفی الثانية "الاخلاص" وان یأتیَ بهما اوّلَ الوقتِ وفی بيته .هٰکذا فی الخلاصه

اور صاحب "البحر الرائق" فرماتے ہیں ولا یطول القرأة فیهما.

(البحر الرائق ص ۸۵ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ باب الوتر و النوافل)

سنتِ فجر کے بعد لیٹنا

احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کی آخری حصہ میں تہجد اور وتر ساتھ ساتھ پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ فجر کا وقت آجاتا۔ پھر فجر کی دو رکعت سنت ادا کرتے لیکن ابھی چونکہ جماعت میں وقت زیادہ باقی رہتا اور لوگوں کے آنے کا انتظار رہتا

اس لئے رات کے جاگنے اور عبادت میں مصروف رہنے کی وجہ سے کبھی کبھی حضورﷺ آرام کے لئے تھوڑی دیر لیٹ جایا کرتے تھے۔اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ نہیں لیٹے بلکہ حضرت عائشہؓ سے باتیں کرتے رہے۔

بخاری شریف میں حضورﷺ کے یہ دونوں معمول بیان کئے گئے ہیں۔

عن عائشة قالت كان النبی ﷺ اذا صلی
رکعتی الفجر اضطجع علی شقه الایمن
(بخاری شریف ص ١٥٥ ج ١ کتاب الصلوٰة)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھ چکیں تو اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔

دوسری روایت میں ہے۔

عن عائشة ان النبی ﷺ كان اذا صلی
فان كنت مستيقظة حدثنی والا اضطجع
حتی یؤذن بالصلوٰة (حواله مذكوره)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ جب نماز پڑھ چکتے اور میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے گفتگو فرماتے ورنہ لیٹ جاتے یہاں تک کہ نماز کے لئے اذان دی جاتی۔

امام بخاریؒ نے اس حدیث کا باب یوں قائم کیا ہے۔

باب من تحدث بعد الركعتين ولم يضطجع

دو رکعتوں کے بعد گفتگو کرنے اور نہ لیٹنے کا بیان۔

ویسے احادیث اس میں مختلف ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سنتِ فجر سے پہلے لیٹتے تھے یا بعد میں، دونوں طرح کی روایتیں موجود ہیں (اوجز ج۱ ص۳۱۴) مگر اس طرح لیٹنے کا کیا مقصد تھا ،حضرت عائشہؓ بھی اسے بھی بیان فرماتی ہیں۔

ان عائشة كانت تقول ان النبی ﷺ لم يضطجع لسنة ولكنه كان يداب من التعب ليقوم للصبح بنشاط (مصنف عبد الرزاق ج۳ ص۴۳ كتاب الصلوٰة، بذل ج۲ ص ۲۶۱ كتاب الصلوٰة وفتح ج۲ ص ۲۸۹ كتاب الصلوٰة)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی سنت کی وجہ سے نہیں لیٹتے تھے بلکہ وہ تکان سے آرام حاصل کرتے تھے کہ صبح کی نماز نشاط کے ساتھ ادا کر سکیں۔

گویا جو شخص رات تہجد ونوافل وغیرہ میں گزارے اور صبح صادق ہو جائے تو سنتِ فجر پڑھ کر اس طرح لیٹ سکتا ہے۔ تا کہ جسم کو آرام مل جائے اور نمازِ فجر کے لئے پورا نشاط حاصل رہے۔ لیکن یہ نہیں کہ رات بھر آرام سے خراٹے لیتے رہے اور فجر کے وقت اٹھے وضو کیا دو رکعت سنت پڑھی اور یکا یک زمین پر لیٹ گئے، کس لئے؟ سنت پر عمل کرنے کے لئے۔ حالانکہ سنت پر عمل اس وقت ہوگا جب ہم بھی رات کو اٹھ کر تہجد وغیرہ پڑھیں اور اسی

حال میں صبح صادق کردیں۔ لہٰذا سنت پڑھ کر جماعت کھڑی ہونے سے پہلے بدن کو آرام دینے اور نمازِ فجر میں چستی اور نشاط پیدا کرنے کے لئے لیٹ جائیں۔ مگر صورتِ حال یہ ہے کہ محنت والا کام ہوتا نہیں، اور آرام کرنے کے لئے سنت کا نام لے کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یعنی میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو والا معاملہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے اسے بدعت کہا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۴۹) اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بھی اس کے قائل نہیں۔ اور مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعیؒ نے اسے ضجعۃ الشیطٰن (شیطان کی لیٹ) قرار دیا ہے (کتاب مذکور ج ۲ ص ۲۴۸ کتاب الصلوٰۃ)

(ماخوذ از "رسول اکرم کا طریقہ نماز" ص ۳۸۲)

اگر کسی شخص نے سنت نہ پڑھی ہو اور مسجد پہنچ کر جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا کہ جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو اسے فوراً جماعت میں شریک ہو جانا چاہیے۔ اگرچہ ظہر کا وقت ہو پھر بھی سنت نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شریک ہو جانا چاہیے اور سنت بعد میں پڑھے جیسا کہ مسلم شریف میں (صفحہ ۲۴۷ ج ۱ اور ترمذی ص ۵۶ ج ۱) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ.

ترجمہ:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز (باجماعت) قائم ہو جائے تو کوئی نماز جائز نہیں سوائے فرض کے۔

لیکن سنت فجر اس سے مستثنیٰ ہے تعامل صحابہ والتابعین جماعت ہوتے ہوئے فجر کی سنت اس وقت تک ضرور پڑھنی چاہیے جب تک یہ گمان ہو کہ سنت پڑھ کر کم از کم ایک رکعت میں امام کیساتھ ضرور شریک ہو جاؤں گا تا کہ دونوں فضیلتیں (ادائیگی سنت اور شرکت جماعت) حاصل ہو جائیں۔ جیسا کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِنَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوۃَ. (مسلم شریف ص ۲۲۱ ج ا کتاب الصلوۃ)

ترجمہ:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک رکعت نماز کی پالی (گویا) اس نے نماز کو پالیا اور صاحب الھدایہ فرماتے ہیں۔

وَمَنِ انْتَھٰی اِلَی الْاِمَامِ فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَھُوَلَمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ اِنْ خَشِیَ اَنْ تَفُوْتَہٗ رَکْعَۃً" وَیدرک الاخریٰ یُصَلِّی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ عِنْدَ بَابِ المسجدِ ثم یدخل لانَّہٗ امکنہٗ الجمع بَیْنَ الْفَضِیْلَتَیْنِ. (ھدایہ ص ۱۳۵ ج ا کتاب الصلوۃ، باب ادراک الفریضۃ)

اسی طرح اگر امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہونے کی بھی امید ہو تو پھر بھی فجر کی

سنتوں کو نہ چھوڑے بلکہ ادا کر کے جماعت میں شامل ہو جائے جیسا کہ عالمگیری صفحہ ۱۲۰ ج

اکتاب الصلوٰۃ میں ہے۔

وحُكِيَ عن الفقيه ابی جعفرؒ انه قال علی قول ابی حنيفة وابی يوسف رحمهما الله تعالیٰ يصلی رکعتی الفجر لاَنَّ اِدراک التشهد عند هما کاِدراک الرکعة. کذافی الکفايه

اور علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے تشہد کے وقت جماعت کے ساتھ ملنے کی امید پر فجر کی سنتیں ادا کرنے کے سلسلے میں امام اعظم ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کا اتفاق لکھا ہے۔ فرماتے ہیں

وقد اتفقوا علیٰ ادراکه بادراک التشهد فيأتی بالسنة اتفاقًا. کما وضحه' فی الشر نبلا لیِة ایضًا واقرّه فی شرح المنيّة و شرح نظم الکنز و حاشية الدر لنوح أفند و شرحها للشيخ اسمٰعيل و نحوه فی القهستانی و جزم به الشارح فی مواقيت الصلاة.

(شامی ص ۵۲۹ ج ا کتاب الصلوٰۃمکتبہ حبیبیہ کوئٹہ،

اور فتاوٰی دار العلوم دیو بند ج ۴ ص ۲۰۵ پر بھی اسی طرح مذکور ہے)

اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائیگی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیے کہ صرف (نماز) کی فرائض اور

واجبات پر اقتصار کرے (نماز کے) سنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔

(بہشتی زیور ص ۸۸۹ ح ۱۱ کتاب الصلوٰۃ)

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ "اگر جماعت کا قعدہ ملجاوے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب ملجاوے گا۔ (بہشتی زیور ص ۸۸۹ ج ۱۱ کتاب الصلوٰۃ)

وکما فی الشامیة ولو ادرک یکون مدرکاً لفضیلتها (ای الجماعة) علی قولهم (ص ۵۲۹ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ)

لہٰذا جب تک جماعت کا ثواب مل جانے کی امید ہو سنت فجر پڑھ لینی چاہیے۔

کماقاله المحققون

جماعت کھڑی ہو تو فجر کی سنتیں کہاں پڑھیں

بہتر تو یہ ہے کہ سنت فجر کسی علیحدہ جگہ (مسجد سے خارج میں) پڑھیں اور اگر ایسا موقع نہ ہو تو جماعت اگر اندر کے درجہ (مسجد کے ہال) میں ہو رہی ہو تو باہر (برآمدہ وغیرہ میں) پڑھیں اور اگر جماعت باہر ہو رہی ہو تو اندر پڑھیں بجبوری ایسا بھی درست ہے۔ البتہ جماعت کی صفوں سے الگ ہو کر کسی ایسی مکان جسمیں امام اور اسکے درمیان کوئی چیز (ستون یا دیوار وغیرہ) حائل ہو پڑھی جائے۔ امام کی قراءت سنائی دینے میں کوئی حرج نہیں صرف مکان علیحدہ ہونا چاہیے۔ جو کہ تعامل صحابہؓ سے معلوم ہوتا ہے جو کہ آگے ذکر کی جارہی ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۲۰۰ ج ۴ کتاب الصلوٰۃ، ص ۳۲۳ ج ۳ واحسن

الفتاوی ص ۱۶۱ ج ۳ کتاب الصلوٰۃ)

اور صفوں کے پیچھے بلا حائل پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ ہندیہ صفحہ ۱۱۳ ج ۱ میں مذکور ہے۔

وکُرِہَ خلف الصفوفِ بلاحائلٍ وَاَشَدّھا کر اھۃً اَنْ یصلی فی الصفّ مخالِطًا للقوم۔

وھکذافی البحر الرائق ص ۸۵ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ باب الوتر والنوافل

جماعت فجر کھڑی ہوتے وقت فجر کی سنتوں کے بارے میں تعامل صحابہؓ وتابعینؒ

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے طرز عمل اور تعامل سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فجر کی جماعت کھڑی ہوجانے کے باوجود سنت فجر پڑھی جاسکتی ہے۔ یہاں بعض صحابہؓ اور تابعینؒ کا تعامل اور طرز عمل بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے۔

۱) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعامل منقول ہے۔

اَنَّہٗ کَانَ یَدْ خُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَیُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ فِی نَا حِیَۃِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی الصَّلٰوۃِ.

(طحاوی ص ۲۵۶ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلوۃ الفجر)

قال النیمویؒ اسنادہٗ حسنٌ" (آثار السنن ص ۱۷۹)

حدیث نمبر ۲۲ ۷ کتاب الصلوٰۃ مکتبہ حسینیہ مردان)

ترجمہ:

وہ (حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب مسجد میں داخل ہوتے اور لوگ صبح کی نماز میں صفیں بنا کر کھڑے ہو چکے ہوتے (یعنی نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ) مسجد کے کنارے میں دو رکعت سنت پڑھ کر پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے تھے۔

۲) حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَیْقَظْتُ اِبْنَ عُمَرؓ لِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَقَدْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَقَامَ فَصَلَّی الرَّکْعَتَیْنِ.

(طحاوی صفحہ ۲۵۶ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ،

قال النیموی اسنادہ صحیح . اثار السنن حدیث نمبر ۱۹ ۷ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو صبح کی نماز کیلئے جگایا حالانکہ نماز (کی جماعت) کھڑی ہو چکی تھی۔ تو حضرت ابن عمرؓ کھڑے ہوئے اور دو رکعت (سنت) پڑھیں۔

۳) حضرت حارثہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل ذکر

کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَكَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِى الصَّلٰوةِ.

(مصنف ابن ابی شیبہؒ صفحہ ۲۵۱

قال النیموی اسنادہ صحیح (اثار السنن حدیث نمبر ۷۲۳ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

صبح کی نماز کی اقامت ہو چکی تھی حضرت ابن مسعودؓ نے پہلے دو رکعت (سنتِ فجر) ادا کی پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شریک ہوئے۔

۴) حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰؒ بھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا تعامل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جَاءَ نَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَالْاِمَامُ يُصَلِّى الصُّبْحَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اِلٰى سَارِيَةٍ وَلَمْ يَكُنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَفِى رِوَايَةٍ عَنْهُ ثُمَّ دَخَلَ يعنى فِى الصَّلٰوةِ.

(طبرانی کبیر. اعلاء السنن ص ۸۵ ج۷ کتاب الصلوٰۃ،

قال النیمویؒ قال الهیثمی فی مجمع الزوائد ص۷۵ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ، رجاله مؤ ثقون هامش اثار السنن ص ۱۸۰ حدیث نمبر ۷۲۵ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

ہمارے پاس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آئے اور اس وقت امام صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک ستون کے پاس دو رکعت (سنتِ فجر) ادا کیں اور پھر جماعت میں شریک ہوئے۔ کیونکہ انھوں نے (پہلے) سنتِ فجر نہیں پڑھی تھی۔

۵) حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كُنَّانَأْتِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبْلَ اَنْ نُّصَلِّیَ الرَّكْعَتَیْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ فَنُصَلِّی فِی اٰخِرِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی صَلٰوتِهِمْ.

(طحاوی صفحہ ۲۵۶ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ،

اسناد حسن ،اثار السنن حدیث نمبر ۷۲۸ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

ہم (بعض اوقات) عمر بن الخطابؓ (کے دور میں نماز) فجر سے پہلے کی دو رکعتیں (سنتِ فجر) پڑھے بغیر آیا کرتے تھے جبکہ حضرت عمرؓ نماز پڑھا رہے ہوتے تو ہم (پہلے) مسجد کے آخر میں دو رکعتیں (سنتِ فجر) پڑھ لیتے پھر لوگوں کے ہمراہ نماز میں شریک ہوجاتے۔

اس بارے میں آثارِ صحابہ کرامؓ وتابعینؒ بہت زیادہ ہیں تفصیل کیلئے اثار السنن صفحہ ۱۷۷ پر ”باب من یصلی سنة الفجر عنداشتغال الامام بالفریضة “کا

عنوان جسمیں کثیر تعداد میں اثارِ صحابہ صحیح اسناد کے ساتھ طحاوی شریف سے نقل کی گئی ہیں اسی طرح علامہ ظفر احمد عثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''اعلاء السنن میں'' صفحہ ۸۵ پر ''بابُ جوازِ سنةِ الفجرِ عند شروعِ الامام فی الفریضة ''کا عنوان قائم کیا ہے اور اسکے ذیل میں تفصیلی اور مدلّل بحث فرمائی ہے اہل علم حضرات وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مندرجہ بالا اثارِ صحابہؓ اور تابعینؒ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صبح کی جماعت کے دوران فجر کی سنتیں چھوڑنی نہیں چاہییں۔ بلکہ پہلے فجر کی سنتیں پڑھ کر بعد میں جماعت کے ساتھ شامل ہوجائے جبکہ جماعت فوت ہوجانے کا اندیشہ نہ ہو۔

اگر فجر کی فرض نماز یا جماعت فوت ہوجانے کا اندیشہ ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

سنت فجر کیلئے اتنی گنجائش دی گئی ہے کہ جب تک فجر کی فرض نماز یا جماعت کے فوت ہوجانے کا خطرہ نہ ہو تو سنت کو نہ چھوڑے بلکہ فرض نماز سے پہلے ادا کرے۔ اگر یہ خطرہ ہو کہ سنت میں مشغول ہونے پر فرض نماز کا وقت فوت ہوجائے گا تو مجبوراً اسے چھوڑ کر فرض نماز ادا کرلے۔

اگر جماعت فوت ہوجانے کا اندیشہ ہو تو پھر بھی سنتیں ترک کر کے جماعت میں شامل ہوجائے۔ (کمافی الهدایه صفحه ۱۳۵ ج ۱ کتاب الصلوٰة)

وَاِنْ خَشِیَ فَوْتَهَا دخل مع الامام لِاَنَّ ثَوَابَ الجماعةِ اعظمُ والوعیدَ بالترک اَلْزَمُ بخلافِ سنةِ الظهرِ حیثُ یتر کها فی الحالین لانهٗ یمکنهٗ اداؤها

فی الوقتِ بعد الفرضِ ھو الصحیحُ.

(وھکذافی الھندیہ صفحہ ۱۲۰ ج ۱ کتاب الصلوۃ)

سنت فجر کی قضاء

اگر سنتِ فجر فرض نماز یا جماعت کے فوت ہوجانے کی وجہ سے چھوڑ دی گئیں تو جب سورج طلوع ہوجائے اور اونچا ہوجائے تو سنت کی دو رکعت قضاء استحبابی پڑھ لے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہیں۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّھِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔

(ترمذی ص ۵۷ ج ۱ کتاب الصلوۃ، والسنن الکبرٰی للبیھقی ص ۴۸۳ ج ۲ کتاب الصلوۃ)

قال النیموی اسنادہٗ صحیح

(اٰثار السنن ص ۱۸۵ حدیث نمبر ۷۳۹ کتاب الصلوٰۃ المکتبہ الحسینیہ)

ترجمہ:

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے فجر کی دو رکعت سنتیں (نماز فجر سے پہلے) نہ پڑھی ہوں تو اسے چاہیے کہ سورج نکلنے (اور بلند ہونے) کے بعد پڑھ لے۔

دوسری سنتوں کی قضاء وقت نکلنے کے بعد نہیں جیسا کہ "بدائع الصنائع" ص ۲۸۷ ج ۱ کتاب الصلوۃ میں ہے۔

لا خلاف بینَ اصحابِنا فِی سائرِ السُّنن سوی رکعتَي

الْفَجْرِ انها اذا فاتتْ عن وقتِها لا تقضی سواء فاتتْ وحدها او مع الفريضةِ

فجر کی فوت شدہ سنتوں کے بارے میں صحابہؓ کے آثار اور طرز عمل:

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے آثار اور طرز عمل سے فجر کی فوت شدہ سنت نماز سورج نکلنے کے بعد زوال سے پہلے قضاء پڑھ لینا ثابت ہے لہٰذا سورج نکلنے اور بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے پہلے قضاء پڑھ لینا اولیٰ اور بہتر ہے۔

چند آثارِ صحابہؓ مشت نمونہ خروار ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱) حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اَنَّهُ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بَعْدَ مَااَضْحٰى.

(رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ واسنادہ حسن،

آثار السنن ص ۱۸۵ حدیث نمبر ۷۴۰ کتاب الصلوۃ)

ترجمہ:

عبداللہ بن عمرؓ نے دو رکعت سنت فجر چاشت کے وقت (یعنی سورج نکلنے کے بعد) پڑھیں۔

۲) حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی عبداللہ بن عمرؓ کا تعامل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاتَتْهُ رَكْعَتَا

الْفَجْرِ فَصَلَّاهُمَا اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

(قال مالک وبلغنی عن القاسم بن محمد مثل ذٰلک ، السنن الکبریٰ للبیهقی ص ۴۸۴ ج ۲ کتاب الصلوٰةباب من اجاز قضاء هما بعد طلوع الشمس الی ان تقام الظهر ، وهٰکذافی الموطأ للامام مالکؒ، ص ۱۱۲ کتاب الصلوٰة باب ماجاء فی رکعتی الفجر مطبع مجتبائی پاکستان لاهور)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فجر کی دو رکعت (سنت) فوت ہوگئیں تو انھوں نے ان دونوں رکعتوں کو طلوعِ شمس کے بعد ادا فرمایا۔

۳) ابو مجلز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا طرزِ عمل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِی صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مَعَ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَاِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَالْاِمَامُ یُصَلِّی فَاَمَّا اِبْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فَدَخَلَ فِی الصَّفِّ وَاَمَّا اِبْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَعَدَ اِبْنُ عُمَرَ مَکَانَهٗ حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ.

(طحاوی ص ۲۵۵ ج ۱ کتاب الصلوٰة باب الرجل الخ اسناده صحیح، اثار السنن حدیث نمبر ۷۴۱ کتاب الصلوٰة)

ترجمہ:

میں نماز فجر کے وقت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیساتھ مسجد میں داخل ہوا۔ ایسی حالت میں کہ امام نمازِ (فجر) پڑھا رہے تھے، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (سنّت پڑھے بغیر جماعت کے واسطے) صف میں داخل ہوئے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سنت پڑھ کر پھر امام کیساتھ جماعت میں شامل ہوئے۔ جب امام نے سلام پھیرا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے مقام پر بیٹھے رہے، یہاں تک کہ سورج نکلا (جب سورج خوب نکل آیا) تو کھڑے ہوکر دو رکعت (سنّت قضاء) پڑھ لیں۔

فائدہ:

اس روایت میں دونوں حضرات کے طرزِ عمل سے اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن تطبیق ممکن ہے، وہ یہ کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک رکعت پانے کی امید نہ رکھتے تھے اسلئے سنّت چھوڑ کر جماعت میں شامل ہوئے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک رکعت پانے کی امید رکھتے تھے اس لئے سنّتِ فجر پڑھ کر پھر جماعت میں شامل ہوئے ،جیسا کہ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی توجیہہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے

قال الشيخ (التھانویؒ) ولعلّ دخوله مع القومِ کان لانّه کان لا یرجو ادراک رکعةٍ من الفرض وکان ابنُ عباسٍ یرجُوہ. (اعلاء السنن ص ۱۱۸ ج ۷ کتاب الصلوٰۃ)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وہ عمل (جوکہ مذکور روایت میں ذکر ہوا) اس عمل (جوکہ زید بن اسلم کے روایت میں مذکور ہے) سے بظاہر مخالف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک عمل میں امام کی نماز پڑھاتے وقت سنّتِ فجر پڑھنا اور دوسرے عمل میں امام کی نماز پڑھاتے وقت سنّتِ فجر نہ پڑھنا معلوم ہوتا ہے۔

یہاں بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دونوں طرزِ عمل میں کوئی خاص مخالفت نہیں، تطبیق ممکن ہے وہ یہ کہ زید ابن اسلم کا ذکر کردہ عمل میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک رکعت پانے کی امید رکھتے تھے اس لئے پہلے سنّت پڑھی، بعد میں شاملِ جماعت ہوئے اور مذکورہ بالا روایت میں ذکر کردہ عمل میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک رکعت امام کیساتھ پانے کی امید نہ رکھتے تھے اس لئے سنّتِ فجر چھوڑ کر جماعت میں شامل ہوئے۔ جیسا کہ حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں۔

فلا یخالف فعل ابن عمر ھنا (ای ما ذکر ابو مجلزؒ) ما تقدّم عنه' فی الباب السابق (ای ما ذکر زید بن اسلمؒ) انه' صلی رکعتیِ الفجر بعد اقامة الصلوٰۃ.

(اعلاء السنن ص ۱۱۸ ج ۷ کتاب الصلوٰۃ)

(سنّتِ فجر طلوع شمس کے بعد پڑھنے میں ائمہ) احناف کے اقوال:

ائمہ احناف میں سے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فجر کی فوت شدہ سنّتوں کی قضاء نہیں اور امام محمدؒ کے نزدیک سورج نکلنے کے بعد زوال تک قضاء پڑھنا بہتر ہے۔(کما فی الهدایه ص ۱۳۶ ج ۱ کتاب الصلوٰة، باب ادراک الفریضة)

اِذَا فَاتَتَه، رَکْعَتَا الْفَجرِ لا يَقْضِيهِمَا قَبْلَ طلوعِ الشمسِ لانّه، يبقٰى نفلاً مطلقاً و هو مکروه بعد الصبح ولا بعد ارتفا عها عند ابی حنيفةؒ و ابی يوسفؒ و قال محمد احبُّ الیّ انْ يقضِيهما الٰی وقت الزوال لانه، عليه السلام قضا هما بعد ارتفاع الشمس غداة ليلة التعريس.

یہ اختلاف اس وقت ہے جب صرف سنت نماز رہ گئی ہو اگر فرض نماز کے ساتھ سنت رہ گئی ہو تو بالاتفاق سورج نکلنے کے بعد قضاء پڑھنا اولیٰ اور بہتر ہے۔

لثبوته عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فی قصة التعريس عملاً.(هکذافی ردالمحتار ص ۵۳۰ ج ۱ کتاب الصلوٰة)

ائمہ احناف میں جو اختلاف ہے بظاہر یہ کوئی خاص اختلاف نہیں ہے کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ جو فرما رہے ہیں **لایقضیهما** اسکا مطلب یہ ہے کہ قضاء پڑھنی لازمی نہیں اور اگر کسی نے قضاء پڑھ لی تو کوئی حرج نہیں۔ اور امام محمدؒ جو فرما رہے ہیں

"احب الی ان یقضیھما" کہ مجھے ان دونوں رکعتیں (سنتِ فجر) کا قضاء پڑھ لینا محبوب ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے قضاء نہ پڑھی تو کوئی ملامت کی بات نہیں۔ یا یہ اختلاف سنّیت اور نفلیّت پر مبنی ہے کہ آیا قضاء پڑھتے وقت یہ (سنتِ فجر) سنت ہے یا نفل ؟ تو قضاء پڑھتے وقت شیخین کے نزدیک نفل ہے اور وقت نکلنے سے سنیت کا درجہ ختم ہو گیا۔ اور محمدؒ کے نزدیک سنیت کا درجہ باقی ہے۔ اور علامہ ظفر احمد عثمانیؒ تو فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک فجر کی فوت شدہ سنتوں کا طلوع شمس کے بعد قضاء پڑھ لینا سنت مؤکدہ ہے۔ حکم وارد ہونے کیوجہ سے (جیسا کہ پہلے کتاب الصلوٰۃ حدیث مبارک میں ذکر کیا گیا ہے۔ حضور علیہ نے فرمایا۔

مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فليصلّهما بعد ماتطلع الشمس (ترمذی ص ۵۷ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ والمستدرک ج ۱ ص ۲۷۴ کتاب الصلوٰۃ)

اور حضور علیہ اور صحابہؓ کی مواظبت (ہمیشگی) کی وجہ سے علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ آگے مزید تحریر فرماتے ہیں۔

وھذا ھو المراد بقول محمد "احب الی ان یقضیھما الی الزوال عندی فربما یستعمل لفظة "ینبغی" و "احب الی" فی الواجب والسنة ایضاً کما لا یخفی علی من نظر فی الفقه فافھم. (اعلاء السنن ص ۱۱۹ ج ۷ کتاب الصلوٰۃ)

مذکورہ بالا بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ سنت فجر اور فرض فجر فوت ہو جانے کی صورت

میں سورج نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پڑھ لینا بالاتفاق جائز بلکہ بہتر ہے۔ اگر صرف سنت رہ گئی ہوں تو جماعتِ فجر کے بعد اور سورج نکلنے سے پہلے پڑھنا بالاتفاق ناجائز ہے لکراھة النفل بعد الصبح .

اور سورج نکلنے کے بعد پڑھ لینے میں اختلاف ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قضاء نہیں پڑھنی چاہیے اور امام محمد کے نزدیک سورج نکلنے اور بلند ہونے کے بعد قضاء پڑھنی اولیٰ اور بہتر ہے۔ لہٰذا سورج نکلنے کے بعد اور بلند ہونے کے بعد قضاء پڑھ لینی چاہیے۔ لآثار الصحابةؓ و التابعینؒ

سنتِ فجر فرض نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے پڑھنا

فجر کی سنت فرض نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے پڑھنا حضرات حنفیہؒ اور مالکیہ اور حنبلیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک جائز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے جبکہ حضرات شافعیہ اور غیر مقلدین کے نزدیک مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

"الفقه على المذاهب الاربعة" میں ان حضرات (حنفیہؒ، مالکیہؒ اور حنبلیہؒ) کے اقوال درجہ ذیل ہے۔ حضراتِ احناف فرماتے ہیں۔

یکرہ التَنَفّلُ تحریماً فی اوقاتٍ وھی بعد طلوع الفجر قبلَ صلوةِ الصبحِ الّا سنّتَھا فلا تکرہ وبعدَ صلٰوةِ الصبحِ حتّٰی تطلع الشَّمسُ فلا یصلی فی ھٰذا الوقتِ نافلةً ولو سنةَ الفجر اذا فا تَتُه لانّھا متٰی فاتَتْ

وحدَها سُقِطَتْ ولاتعاد. (ص۳٦٨ج اكتاب الصلوٰة)

حضرات مالکیہ فرماتے ہیں

یحرم التنفل وهوكل ماعد الصلوٰت الخمس المفروضة......... ويكره ماذكرمن النفل وما ماثله .... فى اوقاتِ الاوّل بعدطلوع الفجر قُبَيْلَ طلوع الشمس ويستثنى من ذالک امور رغيبة الفجر فلاتكره قبل صلوة الصبح امّا بعدها فتكره. الخ

(ايضاً ص۳٧٠ج اكتاب الصلوٰة)

حضرات حنبلیہ فرماتے ہیں

يحرم التنفل ولا ينعقد، ولو كان له سبب فى اوقات ثلاثة وهى اولاً من طلوع الفجرالى ارتفاع الشمس قَدْرَ رُمْحٍ الا ركعتى الفجر فانها تصح فى هذا الوقت قبل صلوٰة الصبح وتحرم ولا تنعقد بعده.

(ايضاً ص۳٦٩ج اكتاب الصلوٰة)

دلائل احناف:

حضرات احناف اس مسئلے میں عدم جواز کے بارے میں احادیث نبویہ ﷺ قولیہ وفعلیہ اور اثار وتعامل صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ عظام بطور استدلال پیش کرتے ہیں جو کہ مستند اور معتبر

کتب احادیث میں موجود ہیں۔ چند قولی وفعلی اور اثار وتعامل ذکر کی جارہی ہے۔

احادیث قولیه :

حدیث قولی نمبر ۱ : حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

(بخاری ص ۸۲ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس،

و مسلم ص ۲۷۵ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمه:

کہ رسول کریم ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک نماز سے منع فرمایا ہے۔

حدیث قولی نمبر ۲ : حضرت ابوھریرہؓ سے ایک دوسری مرفوع حدیث مروی ہے۔

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاتَیْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

(بخاری ص ۸۳ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب لاتتحرّٰی الصلوٰۃ قبل غروب الشمس)

ترجمه:

حضور ﷺ نے دو (وقتوں میں) نماز سے منع فرمایا یعنی فجر کے

بعد طلوع شمس تک اور عصر کے بعد غروب شمس تک۔

حدیث قولی نمبر ۳:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

(مسلم ص ۲۷۵ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب الاوقات التی نہی عن الصلوۃ فیہا

بخاری ص ۸۲ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب لاتتحری الصلوۃ قبل غروب الشمس)

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز عصر کے بعد غروب شمس تک نماز درست نہیں اور نماز فجر کے بعد طلوع شمس تک نماز درست نہیں۔

حدیث قولی نمبر ٤: حضرت ابو سعید خدریؓ سے ایک دوسری حدیث منقول ہے۔

قَالَ...... لَاصَلٰوۃَ بَعْدَ صَلَاتَیْنِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ. الحدیث

(بخاری ص ۱۵۹ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب مسجد بیت المقدس)

ترجمہ:

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا...... کہ دو نمازوں کے بعد

(نفل) نماز (جائز) نہیں یعنی صبح (کی فرض نماز) کے بعد طلوع شمس تک اور نماز عصر کے بعد غروب شمس تک۔

حدیث قولی نمبر ۵:

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلِّ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ...... حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

(مسلم ص ۲۷۶ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب الاوقات التی نہی عن الصلوۃ فیہا،

ابو داؤد ص ۱۸۱ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ نے (مجھے) ارشاد فرمایا نماز فجر ادا کر پھر طلوع شمس تک نماز سے رو کا رہ...... (زوال کے بعد نماز پڑھتے رہو) یہاں تک کہ تو نماز عصر ادا کرے۔ پھر غروبِ شمس تک نماز سے رو کا رہ۔

حدیث قولی نمبر ۶:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے

تُصَلِّی الصُّبْحَ ثُمَّ اجْتَنِبِ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ. (مسند اسحٰق بن راھویہ)

ترجمہ:

تو صبح کی نماز پڑھے۔ پھر سورج بلند ہونے تک نماز سے اجتناب کر۔

حدیث قولی نمبر ۷:

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث منقول ہے۔

نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ. (مسند اسحق بن راهو يه)

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ نے نمازِ فجر کے بعد سورج نکلنے تک اور نمازِ عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

حدیث قولی نمبر ۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرفوع حدیث حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر معدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ آلِهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ.

(بخاری ص ۸۲ ج ا کتاب الصلوٰۃ باب الصلوة بعد الفجر حتی تر تفع الشمس ، ومسلم ص ۲۷۵ ج ا کتاب الصلوٰۃ باب الاوقات التی نهی عن الصلوة فیها. و ابو داؤد ص ۱۸۱ ج ا کتاب الصلوٰۃ باب من رخص فیهما اذا کانت الشمس مرتفعه.

وترمذی ص ۲۵ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ باب فی کراھیۃ الصلوۃ بعد العصر وبعد الفجر)

ترجمہ:

رسول مقبول ﷺ نے نماز فجر کے بعد طلوع شمس تک اور (نماز) عصر کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

حضور ﷺ کے تعامل مبارک سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فجر کی فوت شدہ سنتوں کو فرض نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے پڑھنا جائز نہیں چند احادیث فعلیہ ذکر کی جارہی ہے۔

احادیث فعلیہ:

۹) **حدیث فعلی نمبر ۱:**

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلّٰى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي اِثْرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ رَكْعَتَيْنِ اِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.

(ابوداؤد صفحہ ۱۸۱ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ باب من رخص فیھما اذا کانت الشمس مرتفعۃ، اسنادہ صحیح اٰثار السنن حدیث نمبر ۶۸۳ صفحہ ۱۶۹ کتاب الصلوٰۃ مکتبہ حسینیہ مردان.

ترجمہ:

نبی کریم ﷺ ہر فرض نماز کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے مگر

(نماز) فجر و عصر کے بعد کچھ نہیں پڑھتے تھے۔

۱۰) **حدیث فعلی نمبر ۲:**

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي اِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

(مسلم صفحه ۲۵۰ جلد ۱ کتاب الصلوٰة و. بيهقى صفحه ۲۵ جلد ۲ كتاب الصلوٰة.

الاثار السنن باب كراهة التنفل بعد طلوع الفجر سوى ركعتى الفجر حديث نمبر ۷۰۲)

ترجمہ:

جب صبح صادق طلوع ہوتی تو آپ ﷺ صبح کی دو رکعت (سنتوں) کے علاوہ اور نماز نہ پڑھتے تھے۔

۱۱) **حدیث فعلی نمبر ۳:**

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ تبوک کا قصہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے غزوہ تبوک سے واپسی پر (نماز) فجر سے پہلے وضوء فرمایا پھر حضور ﷺ کے وضو کا پورا قصہ نقل کرتے ہوئے بیان کیا کہ:

فَأَتَيْنَا النَّاسَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يُصَلِّيْ بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَّتَأَخَّرَ فَاَوْمَأَ اِلَيْهِ اَنْ يَّمْضِيَ قَالَ فَصَلَّيْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ رَكْعَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَصَلَّی الرَّکۡعَةَ الَّتِی سُبِقَ بِھَا وَلَمۡ یَزِدۡ عَلَیۡھَا شَیۡئًا۔

(ابو داؤد صفحہ ۲۰ جلد ا کتاب الصلوٰۃ باب المسح علی الخفین)

ترجمہ:

ہم لوگوں کے پاس آئے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو نمازِ فجر پڑھا رہے تھے انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا آپ ﷺ نے اسکو اشارہ کیا (پیچھے ہٹنے سے منع فرمایا) (اور کہا) کہ نماز پڑھاتے رہو۔ مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اور رسول اللہ ﷺ نے انکے پیچھے ایک رکعت پڑھی جب عبدالرحمٰنؓ نے سلام پھیرا تو نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر چھوٹی ہوئی رکعت پڑھی اور اس سے زیادہ آپ ﷺ نے کچھ نہیں پڑھا۔

اگر کوئی بطور اعتراض کہے کہ شاید حضو ﷺ فجر کی فرض نماز سے پہلے سنت پڑھ چکے ہونگے اسلئے بعد میں کچھ نہیں پڑھا۔

تو اسکا جواب یہ ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سنتیں چھوٹ گئی ہونگی کیونکہ اس روایت میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے پانی اور مشک کی صفت، حضو ﷺ کے چوغہ اور اسکی تنگی وضوء کا طریقہ اور سر، عمامہ اور موزوں پر مسح کا بیان کیا اور یہ ذکر نہیں کیا کہ حضو ﷺ نے فجر کی سنتیں فرض سے پہلے ادا فرمائیں۔ اگر حضو ﷺ نے صبح کی سنتیں پڑھی ہوتیں تو

مغیرہ بن شعبہؓ ضرور اسکا ذکر کرتے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے نماز فجر کے بعد بھی نہیں پڑھیں کیونکہ ابوداؤد شریف کے اس روایت میں شیئًا نکرہ تحت النفی آیا ہے اور نکرہ تحت النفی عموم کا فائدہ دیتا ہے پس یہ نفی چھوٹی ہوئی رکعت کے سوا ساری زیادت پر دلالت کرتی ہے۔ کہ حضور ﷺ نے چھوٹی ہوئی رکعت کے علاوہ کوئی نماز نہ پڑھی بلکہ سنتِ فجر سورج بلند ہونے کے بعد پڑھی اگر فرض نماز کے بعد ایک دفعہ بھی پڑھی ہوتی تو ضرور نقل ہو جاتی جیسا کہ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فالظاهر انه صلى ركعتى الفجر بعد طلوع الشمس وارتفا عها كمايشعربه حديث ابى هريرة هذا ولو كان صلاهما عقيب الفرض مرة لنقل عنه ولو فى روايةولم يثبت ذٰلک بعد' فالحق ماذهب اليه امامنا ابو حنيفه وصاحباه' انهما تقضيان بعد طلو ع الشمس لا قبله.

(اعلاء السنن صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷ جلد ۷ کتاب الصلوٰۃ)

۱۲) **حدیث فعلی نمبر ٤:**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَاتَتۡهُ رَكۡعَتَا الۡفَجۡرِ

صَلَّاهُمَا اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

اخرجه الطحاوی فی "مشکل الاثار" له وقال اسناده احسن من اسناد حدیث قیس ابن قهد (ای الاتی الذی استدل به المجوزون) کذافی "المعتصر من المختصر من مشکل الاثار صفحه ۴۲ والطحاوی حافظ حجة امام فی الجرح دالتعدیل عده السیوطی فی حسن المحاضرة له فی حفاظ الحدیث ونقاده ۱۴۷ جلد ا فتحسینه اسناد هذا الحدیث حجة. (اعلاء السنن ص فحه ۱۱۶ جلد۷ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

نبی کریم ﷺ سے جب کبھی فجر کی دو رکعت (سنت) چھوٹ جاتیں تو طلوعِ شمس کے بعد پڑھتے تھے۔

اس حدیث مبارک سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور ﷺ سے جب فجر کی سنتیں فوت ہو جاتیں تو طلوع شمس کے بعد قضاء فرماتے نہ کہ فجر کی فرض نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے۔

اور یہ بھی مخفی نہیں کہ نماز اپنے وقت سے مؤخر کرنا مکروہ ہے پس نماز فجر کے بعد اور طلوع شمس سے پہلے ادا کرنا مکروہ ہے اگر مکروہ نہ ہوتا تو سرور کائنات فخر موجودات جناب نبی کریم ﷺ مؤخر کر کے نہ پڑھتے۔ (اعلاء السنن صفحہ ۱۱۶ جلد ۷ کتاب الصلوٰۃ)

نماز فجر اور نماز عصر کے بعد ممانعت نماز کے بارے میں چند صحابہ کرامؓ کی روایتیں ذکر ہوئیں اسکے علاوہ دیگر متعدد صحابہ کرامؓ سے بھی ممانعت کی روایتیں منقول ہیں جیسا کہ امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے جامع ترمذی میں صفحہ ۲۵ جلد ا پر ایک باب "ماجاء فی

کراهیة الصلوة بعد العصر و بعد الفجر " کا ایک عنوان قائم کیا ہے اور اسکے تحت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی مذکورہ بالا حدیث (جو کہ احادیث قولیہ میں حدیث نمبر ۸ پر درج ہے) ذکر کر کے اپنی معمول کے مطابق ''وفی الباب'' کے تحت اٹھارہ صحابہ کرامؓ کے نام درج کئے ہیں جن سے فجر اور عصر کے بعد ممانعت نماز کی احادیث مروی ہیں۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں

وفی الباب عن عَلِيّ(۲) وابن مسعودٍ(۳) وابی(۴)سعیدٍ وعقبة(۵) بَنِ عامرٍ وابی(۶) هريرة وَابنِ(۷) عُمَرَوسمرة(۸) بن جندب وسلمة(۹) بن الاكوع و زيد(۱۰) بن ثابت و عبدالله(۱۱) بن عمرو و معاذ(۱۲) بن عفراء والصنابحی(۱۳) ولم يسمع من النبی صلی الله عليه وسلم وعائشة(۱۴) وكعب(۱۵) بن مره وابی(۱۶) امامة و عمرو(۱۷) بن عبسة ويعلی(۱۸) بن امية ومعاويه(۱۹) رضی الله عنهم اجمعين.

حضرت عمر بن الخطابؓ(۲۰) کو شامل کرنے سے بیس نام بنتے ہیں۔

علامہ عینیؒ نے ''عمدۃ القاری'' شرح بخاری میں صفحہ ۶۷ کتاب الصلوۃ جلد ۵ پر ترمذی کی مذکورہ عبارت نقل کر کے پانچ اور ناموں کا اضافہ کیا ہے اور تحریر فرماتے ہیں وفی الباب ايضاً عن سعد بن (۲۱) ابی وقاصٍ وابی (۲۲) ذرٍ الغفاری وابی (۲۳) قتادة وابی (۲۴)الدرداء و حفصة(۲۵).

حافظ ابن حجر شافعیؒ اپنی کتاب التلخیص الخبیر صفحہ ۱۰۴ جلد ۳ مع شرح المھذب پر امام ترمذی اور علامہ بدرالدین عینیؒ کے مذکورہ اسماء کے ساتھ ایک اور نام کا اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے وصفوان(۲۶) بن المعطلؓ وغیرھم.

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ جو کہ اپنے دور کے ایک مشہور اور نامور محدث گزرے ہیں انہوں نے معارف السنن شرح ترمذی صفحہ ۹۶--۹۷ جلد ۴ پر مذکورہ بالا اسماء کے ساتھ چار اور ناموں کا اضافہ کیا ہے فرماتے ہیں۔

وفی الباب عن عبدالرحمن(۲۷) بن عوف ومسوربن(۲۸) مخرمةؓ وعبدالرحمن(۲۹) بن ازهر وابی اسیدؓ(۳۰) فی زوائد الھیثمی صفحہ ۲۲۷ جلد ۲ فھؤلاء ثلاثون نفسًا من الصحابةؓ یروون ذلک .

الغرض تیس (۳۰) صحابہ کرامؓ سے نمازِ فجر وعصر کے بعد نماز کی ممانعت کی حدیثیں مروی ہیں اس لئے امام طحاویؒ، محدث ابن بطال مالکیؒ، علامہ مناویؒ، علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ، علامہ سیوطی شافعیؒ جیسے محققین علماء کرام نے نمازِ فجر وعصر کے بعد ممانعت کی احادیث کو متواتر کہا ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی صفحہ ۱۲۱ جلد ۲، نماز مدلل صفحہ ۲۱۰--۲۱۱)

علامہ ابن بطال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

تَوا ترتِ الاحادیثُ عن النبیؐ انه' نھٰی عن الصلوٰةِ بعدَ الصبح وبعدَ العصرِ.

(عمدة القاری صفحہ ۷۷ جلد ۵ کتاب الصلوٰة)

علامہ طحاویؒ صاحب الجرح والتعدیل فرماتے ہیں

جاء تِ الاٰثارُ عن رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواترة بالنھی عن الصلوٰة بعد العصر حتّٰی تغرب الشَّمسُ وَعَمَلَ بذٰلک اصحابُہ' مِن بعدہ فلا ینبغی لاحدٍ ان یخالف ذلک.

(شرح معانی الاثار صفحہ ۲۱۳ جلد ۱ کتاب الصلوٰة)

تعامل واثار صحابہؓ

تعامل واثر نمبر ۱:

محمد بن کعبؒ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعامل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

خَرَجَ عَبْدُاللہِ بْنُ عُمَرَ مِنْ بَیْتِہٖ فَاُقِیْمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَھُوَ فِی الطَّرِیْقِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی الصُّبْحَ مَعَ النَّاسِ.

(طحاوی صفحہ ۲۵۶ جلد ۱ کتاب الصلوٰة، و اسنادہ حسن اثار السنن)

ترجمہ:

عبداللہ بن عمرؓ اپنے گھر سے نکلے پس فجر کی فرض نماز (کی جماعت) کھڑی تھی تو انھوں نے دخول مسجد سے پہلے راستہ میں (فجر کی) دو رکعت (سنت) پڑھ کر پھر مسجد تشریف لے گئے اور لوگوں کے ساتھ فجر کی فرض نماز پڑھی۔

تعامل واثر نمبر ۲:

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ بھی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا تعامل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَنَّہٗ جَاءَ وَالْاِمَامُ یُصَلِّی الصُّبْحَ وَلَمْ یَکُنْ صَلَّی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ فَصَلَّا ھُمَا فِی حُجْرَۃِ حَفْصَۃَ ثُمَّ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ الْاِمَامِ.

(طحاوی ص ۲۵۶ جلد ۱ کتاب الصلوۃ باب الرجل الخ اسنادہ حسن اثار السنن)

ترجمہ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تشریف لائے جبکہ امام فجر کی فرض نماز پڑھا رہے تھے۔ آپؓ نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں تو انہوں نے حضرت حفصہؓ کے گھر میں (جا کر پہلے سنتیں) پڑھیں اور پھر (آ کر) امام کیساتھ شامل ہو کر نماز پڑھی۔

تعامل واثر نمبر ۳:

حضرت ابوعثمان انصاریؒ عبداللہ بن عباسؓ کا تعامل نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

جَاءَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ وَالْاِمَامُ فِی صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ وَلَمْ یَکُنْ صَلَّی الرَّکْعَتَیْنِ فَصَلّٰی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ اَلرَّکْعَتَیْنِ خَلْفَ الْاِمَامِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَھُمْ.

(طحاوی صفحہ ۲۵۶ جلد ۱ کتاب الصلوۃ)

ترجمہ:

عبداللہ بن عباسؓ تشریف لائے جبکہ امام فجر کی (فرض) نماز پڑھا رہے تھے اور آپؓ نے فجر کی سنتیں (پہلے) نہیں پڑھی تھیں تو عبداللہ بن عباسؓ نے دو رکعت (سنت) امام کے پیچھے (یعنی صفوں سے الگ) پڑھ کر پھر لوگوں کیساتھ (جماعت میں) داخل ہوئے۔

تعامل واثر نمبر۴:

عبداللہؓ بن ابی موسیٰؓ اپنے والد گرامی ابو موسیٰؓ سے روایت کرتے ہیں..... کہ سعید بن العاصؓ نے ابو موسیٰؓ، حذیفہؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کو نمازِ فجر سے پہلے بلایا (نشست و برخاست کے بعد) نکلے۔

وَقَدْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَجَلَسَ عبداللہ الی اسطوانۃ من المسجد فصلی الرکعتینِ ثم دخل فی الصلوۃِ

(طحاوی صفحہ ۲۵۵ جلد ۱ کتاب الصلوۃ)

ترجمہ:

ایسی حالت میں کہ فجر کی نماز (جماعت) کی اقامت ہو چکی تھی پس عبداللہ ابن مسعودؓ نے مسجد میں ایک ستون کی طرف (عذر کی وجہ سے) بیٹھ کر دو رکعت (سنتِ فجر) پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوئے۔

تعامل واثر نمبر ۵: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا تعامل ذکر کیا جا رہا ہے۔

اَنَّهٗ صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ بَعْدَ الضُّحٰی.

(مصنف بن ابی شیبۃ ص ۲۵۵ جلد ۲ کتاب الصلوۃ)

ترجمہ:

کہ انہوں نے فجر کی (فوت شدہ) سنتیں چاشت کے بعد پڑھیں۔

تعامل و اثار تابعینؒ

تعامل و اثر تابعی نمبر ۱:

امام شعبیؒ حضرت امام مسروقؒ کا تعامل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

كَانَ مَسْرُوْق" يَجِيْئُ اِلَى الْقَوْمِ وَهُمْ فِى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَكُنْ رَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّى الرَّكْعَتَيْنِ فِى الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِى صَلَاتِهِم.

(طحاوی صفحہ ۲۵۶ جلد ۱ کتاب الصلوۃ)

ترجمہ:

مسروقؒ لوگوں کے پاس (بعض اوقات) ایسی حالت میں تشریف لایا کرتے کہ لوگ نمازِ فجر کی جماعت میں ہوتے اور حال یہ ہوتا کہ وہ فجر کی سنتیں نہ پڑھے ہوتے تو آپؒ (پہلے) فجر کی سنتیں مسجد میں (صفوں سے الگ) پڑھا کرتے تھے پھر لوگوں کے ساتھ (جماعت کے واسطے) داخل ہوتے تھے۔

تعامل و اثر تابعی نمبر ۲:

یزید بن ابراہیمؒ حضرت حسن بصریؒ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ وَلَمْ تُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَصَلِّهِمَا وَاِنْ کَانَ الْاِمَامُ یُصَلِّیْ ثُمَّ ادْخُلْ مَعَ الْاِمَامِ۔(طحاوی صفحہ ۲۵۶ جلد ۱ کتاب الصلوۃ باب الرجل الخ)

ترجمہ:

حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم مسجد میں داخل ہو جائے اور تم نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو (پہلے) دو رکعت (سنتیں) پڑھ لو اگرچہ امام نماز پڑھا رہے ہوں پھر امام کیساتھ (جماعت میں) شامل ہو جاؤ۔

تعامل و اثر تابعی نمبر ۳:

حضرت ابوعثمانؒ النہدی البصری فرماتے ہیں۔

کُنَّا نَجِیْئُ وَعُمَرُ بْنُ الْخِطَابِؓ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَنَرْکَعُ الرَّکْعَتَیْنِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَهٗ فِی الصَّلٰوۃِ۔

(طحاوی صفحہ ۲۵۶ جلد ۱ کتاب الصلوۃ)

ترجمہ:

ہم نمازِ فجر کے وقت (بعض اوقات فجر کی سنتیں پڑھے بغیر)

حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے (اور حضرت
عمرؓ نماز پڑھا رہے ہوتے) تو ہم (مسجد کی آخر میں) فجر کی دو
رکعت سنتیں پڑھتے، پھر ہم ان کیساتھ نماز میں شرکت کرتے۔

کُنّا نا تی جمع کا صیغہ ہے جو کہ دلالت کرتا ہے کہ عہد فاروقی میں یہ صورت کثرت سے پیش آتی تھی اور بہت سے حضرات کا عمل اس کے مطابق تھا۔

تعامل و اثر تابعی نمبر۴:

حضرت یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يقول اِذا لم اُصلِّهِمَا حَتّٰی اُصَلِّیَ الْفَجْرَ صَلَّیْتُهُمَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

(رواه ابن ابی شیبة و اسناده صحیح اثار السنن ص ۱۸۵ کتاب الصلوة مکتبه حسینیه
اعلاء السنن صفحه ۱۱۸ جلد ۷ کتاب الصلوٰة)

ترجمہ:

میں نے قاسمؒ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ جب مجھ سے (کسی عذر کی
وجہ سے) فجر کی سنتیں چھوٹ جاتیں یہاں تک کہ میں فجر کی فرض
نماز پڑھ لیتا تو میں ان دونوں سنتوں کو طلوع شمس کے بعد پڑھتا۔

مذکورہ بالا تعامل و اثارِ صحابہؓ و تابعینؒ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ فجر کی جماعت کی اقامت کے وقت (کم از کم قعدہ ملنے کی امید پر) سنت فجر پڑھنا جائز ہے نا جائز نہیں۔ اگر نا جائز ہوتی تو مذکورہ مشہور و معروف اکابر صحابہؓ مثلاً عبادلہ ثلاثہ عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن

عباسؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور ابودرداءؓ وغیرہ، تابعینؒ مثلاً امام مسروقؒ، ابوعثمانؒ اور حسن بصریؒ وغیرہ اقامت کے بعد سنتیں نہیں پڑھتے۔

اسکے علاوہ عبداللہ بن عمرؓ کا وہ تعامل جو مجلزؒ اور مالکؒ نے بیان کیا ہے (جو کہ پہلے مذکور ہے) اور حضرت قاسمؒ کا وہ تعامل جو یحییٰ بن سعیدؒ نے ذکر کیا ہے ("تعامل وآثار تابعین" میں چار نمبر پر درج ہے) سے یہ بات بھی روز روشن کیطرح ثابت ہوتی ہے کہ فجر کی فرض نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے فجر کی سنتوں کا وقت نہیں ہے۔ اگر سنتوں کا وقت ہوتا تو عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت قاسمؒ (جو کہ اکابر تابعین اور مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء میں سے ہیں) اپنے وقت سے کیوں مؤخر کرتے تھے کیونکہ نماز کا اپنے وقت سے مؤخر کرنا بالاتفاق مکروہ ہے۔

لہٰذا سنتِ فجر فرض فجر کے بعد طلوع شمس سے پہلے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نہ پڑھنی چاہیے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض:۔

اگر مخالفین یہ اعتراض کریں کہ اگر فجر کی جماعت کھڑی ہو تو امام کی قراءت کرتے وقت اور سنتے وقت سنت فجر کا پڑھنا جائز نہیں کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اذا قرأ القراٰن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون۔ اور جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور خاموش رہو تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔

تو قرآن مجید کی قراءت کے وقت خاموشی اختیار کرنے کا حکم ہے اور سنتِ فجر پڑھنے میں خاموشی نہیں بلکہ قراءت ضرور پڑھے گا لہٰذا اُس وقت سنتِ فجر پڑھنا جائز نہیں۔

جواب:۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ کے شان نزول کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، کہ یہ آیت خطبہ و وعظ میں نازل ہوئی یا مطلق قراءت کے سلسلے میں اُتری یا نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ راجح قول یہ ہے کہ یہ نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اور جمہور سلف و خلف صالحین کے متفقہ فیصلہ کے مطابق قراءۃ خلف الامام کے بارے میں واضح حکم ہے یعنی امام اور مقتدی دونوں کا کام الگ الگ متعین فرمایا ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے (امام قراءت کرے) تو مقتدی خاموشی اختیار کرے۔

اس آیت مبارکہ کے بارے میں کہ یہ آیت نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے بعض صحابہؓ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین اور بعض تابعین رحمھم اللہ تعالیٰ کے اقوال مشت نمونہ ازخروار کے طور پر ذکر کئے جا رہے ہیں۔

ا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک جلیل القدر اور معروف و مشہور بدری صحابی ہیں ان سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں درجہ ذیل روایت منقول ہے. صلی ابن مسعودؓ فسمع ناساً یقرء ون مع الامام فلما انصرف قال اما ان لکم ان تفھموا اما ان لکم ان تعقلوا (اِذَا قُرِاَالْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ). (تفسیر ابن جریر ج۹ ص ۱۰۳). حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے (ایک دفعہ) نماز پڑھی اور چند آدمیوں کو انہوں نے امام کے ساتھ قراءۃ کرتے سنا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا

کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم سمجھ بوجھ اور عقل سے کام لو جب قران مجید کی تلاوت ہو رہی ہو تو اس کی طرف کان لگاؤ اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے۔

۲) حبر الامۃ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں روایت منقول ہے۔ عن ابن عباسؓ فی قوله تعالیٰ .اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ .یعنی فی الصلوٰة المفروضة (تفسیر ابن کثیر ، ابن جریر ، روح المعانی) عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ۔اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کا شانِ نزول فرض نماز میں ہے۔

۳) حضرت مقداد بن اسودؓ کی روایت اس آیت مبارکہ کے بارے میں منقول ہے۔ ذکر البغویؒ عن المقداد انه سمع ناساً یقرء ون مع الامام فلما انصرف اما ان لکم ان تفقهوا (اذا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ كما امركم الله۔(تفسیر مظہری ج۳) امام بغویؒ نے حضرت مقداد بن اسودؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو امام کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا۔آپ نے ان لوگوں کو (ڈانٹتے ہوئے) فرمایا کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ عقل ودانش سے کام لو۔جب قران مجید پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگاؤ اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے (دارِقطنی میں) بھی مروی ہے کہ یہ آیت نماز کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ کے شانِ نزول کے بارے میں بعض تابعینؒ کے نامِ گرامی مشت نمونہ از خروار کے طور پر ذکر کئے جارہے ہیں حضرت امام مجاہدؒ (بیہقی ،تفسیر ابن کثیر ج ۲

تفسیر ابن جریر ج ۹ میں)، حضرت سعید بن جبیرؒ (تفسیر ابن کثیر ج ۲، تفسیر ابن جریر ج ۹ میں)، حضرت سعید بن مسیّبؒ (تفسیر ابن جریر ج ۹ میں)، حضرت حسن بصریؒ (تفسیر ابن جریر ج ۹ میں)، حضرت عبید بن عمیرؒ، حضرت عطاء بن ابی رباحؒ (تفسیر ابن جریر ج ۹ میں) اور حضرت امام ضحاک، حضرت امام نخعی، حضرت امام قتادہ، حضرت امام شعبی وغیرھم رحمھم اللہ تعالیٰ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ میں) فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ نماز کے بارے نازل ہوئی ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ حضرت امام بن احمد بن حنبلؒ کا قول آیتِ مذکورہ کے شانِ نزول کے بارے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ذکر أحمدبن حنبل اجماع علیٰ انها نزلت فی ذٰلک (ای فی القراء ۃفی الصلوٰۃ) ،وذکر الاجماع علیٰ انه لا تجب القراء ۃ علیٰ المأموم حال الجهر . مجموعة الفتاویٰ لابن تیمیۃؒ ص ۱۵۴ ج ۱۲ ح ۲۳ سئل عن القراء ۃ خلف الامام۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز اس پر بھی اجماع نقل کیا ہے۔ کہ جب امام جہر سے قراءۃ کر رہا ہو تو مقتدی پر قراءۃ واجب نہیں۔

قرآن مجید کے اس نص قطعی سے واضح ہوا کہ جب امام قراءت کرے تو مقتدی پر لازم اور واجب ہے کہ وہ توجہ کرے اور خاموش رہے کیونکہ اِسْتَمِعُوْا اور اَنْصِتُوْا امر کے صیغے ہیں اور علماء اصول کے قول کے مطابق مطلق امر وجوب کیلئے آتا ہے۔

راجح قول یہ ہے کہ یہ نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اور خاص کر مقتدی کے حق

میں نازل ہوئی ہے۔

ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا. رواہ مسلم (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۶۰)

اور ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ” انما جعل الامام لیأتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأفانصتوا الحدیث “ (نسائی ص ۱۴۶ ج ۱، ابن ماجه، ابوداؤد، مصنف ابن ابی شیبه، مسند امام احمد) کہ امام صرف اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے سو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو خاموش رہو۔

امام اور مقتدی دونوں کا کام الگ الگ متعین فرمایا ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے (امام قراءت کرے) تو مقتدی خاموشی اختیار کرے۔ اور فجر کی سنتیں پڑھنے والا مقتدی ہے نہیں۔ اور جب وہ مقتدی نہیں رہا تو امام کی قراءت کے وقت چپ اور خاموش رہنے کا حکم اس کے حق میں نہ ہوگا۔ اور جب چپ اور خاموش رہنے کا حکم اس کے حق میں نہ ہوگا تو فجر کی نماز میں امام کی قراءت کرتے وقت اور امام کی قراءت سنتے وقت سنتِ فجر پڑھنا ناجائز نہیں بلکہ جائز ہے۔ جیسا کہ جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین مثلاً عبداللہ بن عباسؓ (تعامل نمبر ۳)، عبداللہ بن مسعودؓ (تعامل نمبر ۴) وغیرہما اور تابعین رحمھم اللہ تعالیٰ مثلاً حضرت امام مسروقؒ (تعامل نمبر ۱) حضرت حسن بصری (تعامل نمبر ۲)ؒ حضرت عثمان بن نہدیؒ (تعامل نمبر ۳) کے تعامل سے معلوم ہوتا ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ جماعت کی

صفوں سے الگ ہو کر کسی ایسی مکان جسمیں امام اور اسکے درمیان کوئی چیز (ستون یا دیوار وغیرہ) حائل ہو پڑھی جائے۔امام کی قراءت سنائی دینے میں کوئی حرج نہیں صرف مکان علیحدہ ہونا چاہیے۔

ایک اور اشکال کا جواب :۔بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ جب فجر کی جماعت کھڑی ہو اور کسی نے سنت نہ پڑھی ہو تو فجر کی سنتیں شروع کر لیں پھر اس کے بعد توڑ لیں اور جماعت میں شامل ہو جائیں پھر فجر کی فرض نماز کے بعد یہ سنتیں قضاء پڑھ لیں۔کیونکہ یہ سنت شروع کرنے اور پھر توڑ جانے سے لازم ہو گئیں اور لازم کی قضاء فجر کی فرض نماز کے بعد لانا درست ہے اس میں کوئی کراہت نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو ایک عبادت میں شروع ٹوٹنے کی غرض سے کرنا جائز نہیں ثانیاً اگر شروع سے واجب بھی ہو جائیں تو یہ واجب نذر نماز سے زیادہ اقویٰ واجب نہیں ہے۔اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے "کہ نذر نماز فجر کی فرض نماز کے بعد اور طلوع شمس سے پہلے اداء کرنا جائز نہیں"۔تو سنتِ فجر کس طرح فجر کی فرض نماز کے بعد جائز ہو جائیگی علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شہر آفاق کتاب "رد المحتار علی الدر المختار" میں امام سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب نقل کر کے فرماتے ہیں "قال فی الفتح :.وما عن الفقیه اسماعیل الزاهد انه ینبغی ان یشرع فیها ثم یقطعها فیجب القضاء فیتمکن من القضاء بعد الصلوٰۃ ،دفعه الامام السرخسی بان ما وجب بالشروع لیس اقویٰ مما وجب بالنذر.ونص محمدؒ ان المنذور لا یؤدی بعد الفجر قبل الطلوع وایضاً شروع فی العبادۃ بقصد

الافساد .

فان قيل :ليؤديها مرة اخرىٰ . قلنا ابطال العمل منهى ،ودرء المفسدة مقدم على جلب المصلحة .اه

(كتاب الصلوٰة مطلب هل الاساء ة دون الكراهة او افحش ج ۲ ص ۶۱۸ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مجوّزین حضرات (شافعیہ وغیر مقلّدین) کے دلائل اور ان کے جوابات

فجر کی فرض نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے فجر کی سنتوں کے پڑھنے کو جائز کہنے والے جن روایتوں کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں وہ تقریباً کل چار روایتیں ہیں۔

حدیث نمبر ۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلاَ صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ. (الحدیث)

(مسلم صفحہ ۲۴۷ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ، ابوداؤد صفحہ ۱۸۰ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ، ترمذی صفحہ ۹۶ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ، نسائی صفحہ ۱۳۹ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ، ابن ماجہ صفحہ ۸۰ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

حضور ﷺ نے فرمایا جب جماعت کھڑی ہو جائے تو اب فرض

نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔

مجوزین حضرات اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اب فوراً سنتیں بند کر دی جائیں۔ اب سنتیں نہ پڑھی جائیں بلکہ جماعت میں فوراً شامل ہو جانا چاہیے اور سنتیں فجر کی فرض نماز کے بعد پڑھنی چاہئیں۔

یہ حدیث چار وجوہ سے قابل استدلال نہیں

وجہ نمبر ۱)

یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں۔ اس حدیث کے ایک مرکزی راوی حضرت عمرو بن دینارؒ ہیں، آپ کے شاگرد حماد بن زید جو پہلے اس روایت کو بحوالہ عمرو بن دینارؒ مرفوعاً سن چکے تھے، جب عمرو بن دینارؒ سے خود ملے تو انہوں نے اسے موقوف بتلایا۔ آپ خود فرماتے ہیں۔

ثُمَّ لَقِيتُ عَمْرًوا فَحَدَّثَنِي بِهِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

(مسلم صفحہ ۲۴۷ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ)

اسی وجہ سے امام طحاویؒ نے ''شرح معانی الاثار میں (باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلوٰۃ الفجر الخ صفحہ ۲۵۴ کتاب الصلوٰۃ جلد ۱) میں فرماتے ہیں۔

ان ذالک الحدیث الذی احتجوا به اصلهٗ عن ابی هریرةؓ لا عن النبیﷺ صلی اللہ علیه وسلم هکذا راوه

الحفاظ عن عمرو بن دینار و ایضاً قال ولم یرفعه
فصار اصلُ هٰذا الحدیث عن ابی هریرةؓ لا عن النبیِ
صلی اللہُ علیه وسلم و قد خالَفَ ابا هریرةؓ فی ذالک
جماعة" من اصحاب رسولِ اللہِ صلّی اللہُ علیه وسلم
(کابن مسعودٍ وابی الدرداء و عُمَرَ بنِ الخطابِ وابنِ
عُمَرَ وابنِ عباسٍ وغیرهم).

یہ حدیث اصلاً ابو ہریرہؓ سے منقول ہے نہ کہ نبی کریم ﷺ سے اور ایک جماعت صحابہؓ نے بھی امام ابو ہریرہؓ کی اس میں مخالفت کی ہے۔

امام شافعیؒ نے اس حدیث کو "کتاب الام" میں دو جگہ نقل کیا ہے اور دونوں جگہ موقوفاً ہی نقل کی ہے۔ حالانکہ یہ حدیث انکے مذہب کے موافق بھی ہے۔

(العرف الشذی علی الترمذی صفحہ ۹۷ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ ترمذی کیساتھ طبع شدہ)

لہٰذا یہ بات ظاہر ہے کہ یہ موقوف یا مختلف فیہ روایت مرفوع روایات کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ (ماخوذ از ماہنامہ دارالعلوم (دیوبند) ماہ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۹ء)

وجہ نمبر ۲):

یہ حدیث مبارک محمول ہے۔ صفوں کیساتھ متصل ادا کرنے پر یعنی جہاں جماعت ہو رہی ہو۔ وہاں صف کے متصل سنتیں نہ پڑھی جائیں اور حضرات احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ سنتیں مسجد کے ایک کونے میں جتنی دور ہو سکے پڑھے۔ جماعت کے صفوں کے قریب نہ پڑھے جیسا کہ شعبہؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے۔

يَاأَيُّهَاالنَّاسُ اَلاَ تَتَّقُوا اللهَ اُفْصُلُوْ ا صَلاَ تَكُمْ

طحاوی صفحہ ۲۵۵ جلد ا کتاب الصلوۃ باب

الرجل یدخل المسجد والامام فی الصلوٰۃ الفجر الخ

ترجمہ:

کہ اے لوگو! کیا تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے (اللہ سے ڈرو) اپنی نمازوں (فرض وسنت) کے درمیان فصل کیا کرو۔اور حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی نوّراللہ مرقدہ فرماتے ہیں

وفی اثر ابن عباس هذا دلالة صریحة علی ان حدیث "اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فلا صلٰوۃ اِلَّا المکتوبة" محمول علی الصلٰوۃ متصلا بصفوف القوم فان ابن عباس روی عنه الحاکم فی "المستدرک" وقال صحیح علی شرط مسلم والبیهقی والبزار وابو یعلیٰ وابن حز یمة وابن حبان فی صحیحیهما وابوداؤد والطیالیسی فی "مسنده" قال "اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَقُمْتُ اُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ فَجَذَ بَنِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُصَلِّی الصُّبْحَ اَرْبَعًا" کذافی "اعلام العصر" صفحه ۳۴ ومع ذٰلک فقد ثبت عنه' انه جاء والامام فی صلٰوۃالغداۃِ فَصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ خَلْفَ الامامِ ثم دَخَلَ مَعَهُمْ واذا

تعارض بین روایۃ الراوی وعملہ فالحجة عندنا فی عملہ دون روایتہ.

(اعلاء السنن صفحہ ۸۷ جلد ۷ کتاب الصلوۃ)

وجہ نمبر ۳)

اس حدیث کے الفاظ میں عموم ہے جگہ کی کوئی قید مذکور نہیں، لہٰذا جب فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اب کہیں بھی کوئی نماز نہ ہونی چاہیے۔ گھر میں بھی نہ ہونی چاہیے۔ اس حدیث کے ظاہر کا مقتضی یہی ہے اور یہ بات خود مجوزین حضرات کے نزدیک بھی باطل ہے، کیونکہ حضور ﷺ سے خود اسی وقت فجر کی سنتیں پڑھنا ثابت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ. (رواہ ابن ماجہ ص ۸۱،

(اعلاء السنن ص ۹۱ جلد ۷ کتاب الصلوۃ)

اور اسی طرح بعض صحابہ کرامؓ مثلاً عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ سے اسی وقت فجر کی سنتیں پڑھنی ثابت ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے، اس لئے قابل استدلال نہیں۔

وجہ نمبر ٤)

اس حدیث مبارک سے فجر کی سنتیں مستثنیٰ ہیں جیسا کہ السنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ ۴۸۳ جلد ۲ میں ابوہریرہؓ کی مذکورہ بالا روایت میں "الّا رکعتي الصبح" سے

استثناء معلوم ہوتا ہے۔ اگر کوئی بیہقی کی اس روایت پر اعتراض کرے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اصولِ حدیث میں یہ اصل موجود ہے کہ جب کسی ضعیف روایت کی تائید کسی دوسری حدیث سے ہو جائے تو وہ قابلِ عمل ہوتی ہے اور اس میں جو ضعف ہے وہ اتنا نہیں کہ یہ روایت بطور تائید پیش نہ کی جا سکے۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے آثار اور تعامل سے بھی استثناء معلوم ہوتا ہے۔ (کما فی الطحاوی ص ۲۵۵ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ، باب الرجل الخ)

حدیث نمبر۲

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آیا اور نبی کریم ﷺ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے چنانچہ اس آدمی نے آ کر دو رکعت نماز پڑھی، پھر آپ کے ساتھ شامل ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔

يَا فُلَانُ اَيَّتُهَا صَلاتُكَ الَّتِي صَلَّيْتَ وَحْدَكَ اَوِ الَّتِي صَلَّيْتَ مَعَنَا.

(ابوداؤد ص ۱۸۰ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ، مسلم ص ۲۴۷ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ، نسائی ص ۱۳۹ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ، ابن ماجہ ص ۸۰ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

اے فلان تمہاری (فرض) نماز کونسی ہے جو تنہا پڑھی ہے وہ یا وہ جو ہمارے ساتھ پڑھی ہے۔

حدیث نمبر۳

عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ

ایک شخص کے پاس سے گزرے اور فجر کی نماز کی اقامت ہو چکی تھی دیکھا کہ وہ شخص نماز پڑھ رہا ہے تو آپ علیہ السلام نے اس سے کچھ فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ کیا فرمایا پس جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو ہم نے انکو گھیر لیا اور پوچھنے لگے کہ تم سے حضور علیہ السلام نے کیا فرمایا اس نے کہا کہ یوں فرمایا۔

یُوْ شِکُ اَنْ یُصَلِیَّ اَحدُکم الصّبحَ اَرْبعاً وفی رِوایة اتصلی الصبحَ اَرْبعاً وفی روایة البخاری آلصبح اربعًا.

(مسلم ص ۲۴۷ جلد ا کتاب الصلوٰۃ،بخاری ص ۹۱ جلد ا کتاب الصلوٰۃ، نسائی ص ۱۳۹ جلد ا کتاب الصلوٰۃ،ابن ماجه ص ۸۲ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:

قریب ہے کہ تم میں سے کوئی صبح کی نماز چار رکعت پڑھے گا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے یوں فرمایا۔ کیا تم فجر کی نماز چار رکعت پڑھ رہے ہو اور بخاری کی روایت میں اسطرح ہے کہ کیا صبح کی نماز چار رکعت ہیں؟

(ماخوذ از ماہنامہ دارالعلوم دیوبند مارچ ۱۹۹۹ء ص ۲۶)

مجوزین حضرات (شوافع وغیر مقلدین) ان دونوں حدیثوں کو بطور استدال پیش کرتے ہیں کہ دیکھئے حضور علیہ السلام نے ان کو اقامت کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا۔ لہٰذا جب اقامت ہو جائے تو سنتیں پڑھنی درست نہیں۔ اگر جائز ہوتا تو حضور علیہ السلام ان کو کیوں منع فرماتے۔

ہماری طرف سے ان دونوں حدیثوں کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ

جواب: یہ دونوں حدیثیں بھی صف میں مخلوط پڑھنے پر محمول ہیں کہ جہاں جماعت ہو رہی ہو وہاں صف میں مخلوط ہو کر پڑھنا درست نہیں۔ مذکورہ حضرات صف میں مخلوط پڑھ رہے تھے اس لئے حضور ﷺ نے منع فرمایا جیسا کہ علامہ خلیل احمد سہارنپوریؒ فرماتے ہیں۔

الحديث عندنا محمول" على انّ الرجل صلى الركعتين فى جانبِ المسجد مخالطًا للصفِ يدل عليه لفظ "ابن ماجه" فانه' روى من طريقِ ابى معاويةَ عن عاصمٍ عن عبدالله بن سرجس ان رسولَ الله صلى الله رأى رجلاً يصلى الركعتين قبلَ صلوٰةِ الغداةِ وهو فى الصلوٰةِ انَّ رُؤيَتَه' صلّى الله عليه وسلم اياه لم يكن الاّ وهو فى جانب المسجد عند الصفِ الاولٰى واماّ اذا صلّٰى غير مخالطا للصفوف فلا مانع منه' فى هٰذا الحديث.

(بذل المجهود ص ۲۶۳ جلد ۲ كتاب الصلوٰة مكتبه قاسميه ملتان)

و هكذا فى "فيض البارى شرح البخارى ص ۲۰۳ جلد ۲ كتاب الصلوٰة)

اور ایک دوسری روایت میں جو آیا ہے

انه صلّا هما خلفَ النّاسِ وقد نَهاه' رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عنهما

کہ وہ شخص صف کے پیچھے سنتیں پڑھ رہے تھے پھر بھی حضور ﷺ نے منع فرمایا۔
تو اسکے جواب میں امام طحاویؒ فرماتے ہیں۔

ای کان خلف صفوفهم لا فصل بينه وَبَيْنَهُم فَكَانَ شَبِيَهَ المخالط لهم...... وهٰذا مكروه'' عندنا.

(شرح معانی الاثار ص ۲۵۵ جلد ۱ كتاب الصلوة،

باب الرجل يدخل المسجد والامام فی صلوٰة الفجر الخ)

کہ اس شخص کا صفوں کے پیچھے مکان واحد میں بلا فصل پڑھنا مخلوط پڑھنے کے مشابہ ہے۔۔۔اور یہ فعل احناف کے نزدیک مکروہ ہے۔

حدیث نمبر ٤

حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے تو فجر کی جماعت کھڑی ہوگئی تو میں نے آپکے ساتھ فجر کی نماز پڑھی (اس کے بعد میں نے پہلی چھوٹی ہوئی سنتیں پڑھنی شروع کیں) تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔

مَهْلاً يَاقَيْسُ أَصَلاتَانِ مَعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّیْ لَمْ اَكُنْ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَالَ فَلاَ اِذًا وفی روايةِ ابی داؤد وابن ماجه فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (ترمذی ص ۵۷ جلد ۱ كتاب الصلوة، ابوداؤد ص ۱۸۱ جلد ۱ كتاب الصلوة، ابن ماجه ص ۸۰ كتاب الصلوة)

ترجمہ:

ٹھہرو! اے قیس کیا ایک ساتھ دو نمازیں؟ تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کہ فجر کی سنتیں میں نے نہیں پڑھی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تب تو کوئی حرج نہیں اور ابوداؤد وابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ ان کا جواب سن کر خاموش ہو گئے۔

جو لوگ فجر کی فرض نماز کے بعد اور طلوع شمس سے پہلے فجر کی سنت اداء کرتے ہیں اور اپنے لئے بطور استدلال یہ مذکورہ بالا حدیث پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ فجر کی سنتیں فرض نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے پڑھنا جائز ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس صحابیؓ کو اجازت دے دی اور دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے سکوت فرمایا۔

محققین علماء کرام اس حدیث کے بھی متعدد جوابات ارشاد فرماتے ہیں۔

جواب نمبر ۱: ۔یہ حدیث منقطع ہے مرفوع نہیں ہے۔محمد بن ابراہیم کا سماع قیس بن عمرو سے ثابت نہیں۔

الف) خود امام ترمذیؒ فرماتے ہیں اسنادُہ، **لَیْسَ بمتَّصِلٍ** (ترمذی ص ۵۷ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ)

ب) ملاّ علی قاریؒ فرماتے ہیں **انّ الحدیث لم یثبت فلا یکون حجّة علی ابی حنیفةؒ** (مرقات ص ۷۴ جلد ۳ کتاب الصلوٰۃ)

ج) علامہ نیمویؒ فرماتے ہیں **اسنادُہ، ضَعِیفٌ**. کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

(اثار السنن ص ۱۸۱ کتاب الصلوٰۃ باب قضاء رکعتی الفجر قبل طلوع الشمس)

د) علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں

"امّا قیسُ بنُ عمرو فقال فی الامام" اسناده غیر متصل و محمد بن ابراهیم لم یسمع من قیسٍ وقال ابنُ حبّانٍ لا یحل الاحتجاجُ به وقد اکد النهیُ حدیث عليّ بنِ طالب رضی الله تعالیٰ عنه، رواه ابو حفص حدثنا محمد بن نوحٍ حد ثنا شعیبُ بنُ ایوّب حدثنا اسباط بن محمد وابو نعیم عن سُفیان عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمره عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه، قال "كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يُصَلِّي صلاةً مَكْتُوْبَةً اِلَّا صَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ اِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ (عمدة القاری ص۷۸ جلد ۵)

ر) علامہ خلیل احمد سہانپوریؒ فرماتے ہیں

و فی روایة الترمذی فی محل قوله "فَسَكَتَ" لفظ "فَلاَ اِذًا" قلتُ وهو حدیث الدر اوردی و هو مختلف فیه قال ابوزرعة سیئی الحفظ فربّما حدیث من حفظه الشیئی فیخطئی وقال النسائی لیس بالقویّ و قال ابن سعد کان ثقة کثیر الحدیث یغلط قال المزی روی له، البخاری مقرونًا بغیره و قال ابن

حبّان کان یخطئی و قال الساجی کان من اھل الامانة
الا انه کثیر الوھم و قال الزبیر حدثنی عیاش بن
المغیرة بن عبدالرحمٰن جاء الدراوردی الی ابی
یعرض علیه الحدیث فجعل یلحن لحنًا منکرًا فقال
له ابی ویحک انک کنت الی لسانک احوج
منک الی ھٰذا قاله الحافظ فی تھذیب التھذیب و
قال فی المیزان الدراوردی صدوق من علماء
المدینة غیره اقویٰ منه قال احمد بن حنبلؒ اذا
حدّث من حفظه یھم و اذا حدّث من کتابه فنعم واذا
حدّث جاء ببواطیل و قال ابوحاتم لا یحتج به و قد
تقوی روایة ابن نمیر عندابی داؤد بروایة عطاء بن
ابی رباح الاٰتیة عندابی داؤد و کذا عند احمد و کذا
بروایة عبدالله بن سعید اخی یحیی بن سعید عدا
جدّه من طریق ابن جریج.

(بذل المجھود ص ۲۶۴ جلد ۲ کتاب الصلوٰة، مکتبه قاسمیه ملتان)

س) علامہ ظفر احمد عثمانیؒ علامہ نوویؒ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

قال النوویؒ فی "تھذیب الاسماء واللغات" فی ترجمة
قیس بن قھد و قال الصحیح ابن عمرو ھذا ھو

الصحیح عند جمیع حفاظ الحدیث و ذکروا حدیثه
فی الرکعتین بعد الصبح هو حدیث ضعیف الی ان قال
و اتّفقوا علی ضعفِ حدیثه المذکورِ فی الرکعتین بعد
الصبح. (اعلاء السنن ص ۱۱۲ جلد ۷ کتاب الصلوٰۃ)

ص) شیخ المشائخ محدّث کبیر فقیه العصر مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتهم العالیه فرماتے ہیں کہ ”جس حدیث سے قضاء فرض کے بعد ثابت کی جاتی ہے وہ منقطع ہے۔ محمد بن ابراہیم نے قیس بن عمرو سے سماع نہیں کیا ہے اور یہ حدیث محلّی میں مروی ہے اسکے سند میں حسن بن زکوان ہے جو کہ ضعیف ہونے کے علاوہ قدری بھی ہے اور جو حدیث ابن مندہ وغیرہ نے متصل ذکر کی ہے تو حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غریب و تفرد به اسد موصولاً۔

(فتاوی دیو بند پاکستان المعروف به فتاویٰ فریدیه ص ۵۸۸ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ، مسائل شتّی و منهاج السنن ص ۲۹۲-۲۹۳ جلد ۲ کتاب الصلوٰۃ)

جواب نمبر ۲:۔

۱) ”فلا اِذًا“ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ فَلَا اِذًا بمعنی فلا بأس اذا یعنی اگر یہ بات ہے کہ (سنتیں نہیں پڑھی تھیں) تو پھر کوئی حرج نہیں نماز پڑھتے رہو۔ دوسرا یہ کہ فلا اذًا بمعنی ”فَلَا تُصَلِّ اِذًا“ یعنی اگر سنتیں پہلے نہیں پڑھی تھیں تو پھر بھی اسی وقت سنتیں نہ پڑھو۔

ان دونوں میں سے پہلا مطلب اور معنی مبیح ہے اور دوسرا مطلب اور معنی محرِّم ہے اور علماءؒ اصول فرماتے ہیں کہ محرِّم کو مبیح پر ترجیح دیجاتی ہے لہٰذا ''فلا اِذًا'' کا مطلب و معنی ہے ''لا تصل اذًا'' تب بھی نہ پڑھو۔

جیسا کہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

من المعنین المذکورین الاوّل مبیح والثانی محرِّم و قال علماءُ الاصول للنھیِ والتحریم ترجیح'' علی المبیح.

(تقریر ترمذی شیخ الهند ص ۱۷ کتاب الصلوٰۃ ترمذی کیساتھ طبع شدہ ، وھکذا فی فیض الباری ص ۲۰۳ جلد ۲ کتاب الصلوٰۃ)

لہٰذا یہ حدیث ہمارا مستدل ہے۔

ب) یہ بات ہم تسلیم نہیں کرتے کہ اس حدیث میں ''فلا اِذًا'' کا مطلب اجازت کے ہیں بلکہ ہمارے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ ''تب بھی نہیں'' یعنی اگر تم نے سنتیں پہلے نہیں پڑھیں تب بھی اس وقت نہیں پڑھنی تھیں کیونکہ اس وقت نماز ممنوع ہے۔ اس پر دلیل مسلم شریف کی وہ روایت ہے جس میں حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی (عمرہ بنت رواحۃ) کے لڑکے (نعمان بن بشیرؓ) کو کچھ مال ہبہ کیا۔۔۔ بیوی نے کہا؛

لَا اَرْضٰی حَتّٰی تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی مَا وَهَبْتَ لِاِبْنِیْ.

کہ میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک تم اس ہبہ پر حضور ﷺ کو گواہ نہ بنالو۔ وہ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا یَابَشِیْرُ اَلَکَ

وَلَد" سِوٰی هٰذا۔اے بشیر اس لڑکے کے علاوہ تمہاری اور اولاد ہیں؟ تو انہوں نے کہا جی ہاں، حضور ﷺ نے پھر پوچھا

اَکُلُّهُمْ وَهَبْتَ لَهٗ مِثْلَ هٰذا و فی روایةٍ اَکُلَّ بَنِیْکَ قَدْ نَحَلْتَ مِثْلَ مَانَحَلْتَ النُّعْمَانَ.

کیا تم نے اپنے سارے بیٹوں کو نعمان کیطرح ہبہ کیا ہے؟ عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا

فَاشْهِدْ عَلٰی هٰذَا غَیْرِیْ ثُمَّ قَالَ اَیَسُرُّکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا اِلَیْکَ فِی الْبِرِّ سَوَاء" قَالَ بَلٰی.

اس پر میرے علاوہ کوئی اور گواہ بنالو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھے محبوب ہے کہ (تمہاری) ساری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں برابر ہو جائے۔ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں،

تو آپ ﷺ نے فرمایا "فَلا اذًا" اور بعض روایات میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "فَلا تُشْهِدْ نِیْ اِذًا فَاِنِّیْ لَااَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ۔ کہ پھر اس پر مجھ کو بالکل گواہ مت بناؤ کیونکہ میں ظلم کے کام پر گواہ بننا نہیں چاہتا۔

(مسلم ص ۳۷ جلد ۱ کتاب الصلوۃ ، باب کراھة تفضیل بعض الاولاد فی الھبة)

لہٰذا اس روایت میں "فلا اذًا" کا لفظ انکار اور نہی کیلئے ہے اجازت کیلئے نہیں۔

(ھکذا فی العرف الشذی علی الترمذی ص ۲۰۷ جلد ۱ کتاب الصلوۃ، ترمذی کیساتھ طبع شدہ و حاشیہ فیض الباری ص ۲۰۴ جلد ۲ کتاب الصلوۃ)

وَلَد" سِوٰی ھٰذا۔اے بشیر اس لڑکے کے علاوہ تمہاری اور اولاد ہیں؟ تو انہوں نے کہا جی ہاں، حضو ﷺ نے پھر پوچھا

اَکُلُّھُمْ وَھَبْتَ لَہٗ مِثْلَ ھٰذا و فی روایۃٍ اَکُلَّ بَنِیْکَ قَدْ نَحَلْتَ مِثْلَ مَانَحَلْتَ النُّعْمَانَ.

کیا تم نے اپنے سارے بیٹوں کو نعمان کیطرح ہبہ کیا ہے؟ عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا

فَاشْھِدْ عَلٰی ھٰذَا غَیْرِیْ ثُمَّ قَالَ اَیَسُرُّکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا اِلَیْکَ فِی الْبِرِّ سَوَاءً" قَالَ بَلٰی.

اس پر میرے علاوہ کوئی اور گواہ بنا لو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھے محبوب ہے کہ (تمہاری) ساری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں برابر ہو جائے۔ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں،

تو آپ ﷺ نے فرمایا "فَلا اذًا" اور بعض روایات میں ہے کہ حضو ﷺ نے فرمایا "فَلا تُشْھِدْ نِیْ اِذًا فَاِنِّیْ لَااَشْھَدُ عَلٰی جَوْرٍ۔ کہ پھر اس پر مجھ کو بالکل گواہ مت بناؤ کیونکہ میں ظلم کے کام پر گواہ بننا نہیں چاہتا۔

(مسلم ص ۳۷ جلد ۱ کتاب الصلوۃ ، باب کراھۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ)

لہٰذا اس روایت میں "فلا اذًا" کا لفظ انکار اور نہی کیلئے ہے اجازت کیلئے نہیں۔

(ھکذا فی العرف الشذی علی الترمذی ص ۲۰۷ جلد ۱ کتاب الصلوۃ، ترمذی کیساتھ طبع شدہ و حاشیہ فیض الباری ص ۲۰۴ جلد ۲ کتاب الصلوۃ)

پس یہ حدیث (قیس بن عمرو کا) احناف کا مستدل ہے۔

نیز "اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ" کے قاعدہ کے تحت یہ حدیث قابل استدلال نہ رہی۔

جواب نمبر ۳:۔ اگر کوئی "سکوت" والی روایت پیش کرے کہ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہ حضور ﷺ نے خاموشی فرمائی اور آپ ﷺ کی خاموشی تقریر ہے۔ لہٰذا فجر کی فرض نماز کے بعد اور طلوع شمس سے پہلے پڑھنا جائز ہے۔

اس کا جواب یہ ہے۔

الف) کہ حضور ﷺ کا یہ استفہام "اَصَلَاتَانِ معًا" کیا ایک ساتھ دو نمازیں؟ علی سبیل انکار تھا۔ یہ استفہام اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ غصہ کی وجہ سے خاموش ہوئے، اسکے فعل پر رضامندی کی وجہ سے خاموش نہیں ہوئے۔ جیسا کہ شیخ الہندؒ فرماتے ہیں۔

كَانَ اِسْتفهامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وسلم على سبيلِ الانكارِ بقوله اصلاتان معًا يدل علٰى انه سكت غَضبًا لارضاءً على فعله كما انّ سكوتَ عائشةؓ فى مقابلةِ قولِ النّبيِّ صلى الله عليه وسلم اَتَخافِيْنَ انْ يَّحِيْفَ الله تعالٰى عليكِ ورسولهِ لها لا يدل على رضائها و تقرير قوله عليه السلام و كما انّ سكوتَ عمر بن الخطابؓ فى قصةِ الجمعة وتهديده رَجُلاً على ركعتين فى موضع صلٰوته بدون التقديم والتا خير لا

يدل على رضاء عمر بن الخطابؓ.

(تقرير ترمذی لشيخ الهند ص ١٧ جلد ١ كتاب الصلوة)

ب) اورعلامہ شاہ انورشاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں۔

والجواب الصواب عندى انه لا تمسک للشافعيّة فی هٰذه الاحاديث لان النبیؐ صلی الله عليه وسلم اذا سبق منه الانكار مرةً دَلّ على انه' لم يرض به نعم لم يتعاقب عليه فيما بعد وایّ حاجة الى التعاقب اذا انكر عليه مرّةً.

(فيض البارى ص ٢٠٣ جلد ٢ كتاب الصلوة)

ج) جب اس وقت میں تطوّع کی نہی دوسری احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو ایسی صورت میں آپ کا سکوت تقریر پر دلالت نہیں کریگا۔ (بذل المجهود ص ٢٦٣ جلد ٢ مكتبه قاسميه ملتان)

ث) حضورﷺ نے ان صحابی کے مسئلہ سے عدم واقفیت کی وجہ سے سکوت اختیار کر کے چشم پوشی فرمائی۔ جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضورﷺ کیساتھ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی جانب عمرہ کیلئے تشریف لے گئیں۔ مکہ مکرمہ جا کر (حجۃ الوداع کے موقع پر) عرض کیا

اِنِّیْ صُمْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ وافطرتَ واتممتُ فقصرتَ.

میں نے روزہ رکھا یا رسول اللہﷺ اور آپ نے افطار کیا۔

میں نے اتمام کیا اور آپ (ﷺ) نے قصر فرمایا،

تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اَحْسَنْتِ یَا عَائِشَۃُ اے عائشہ تو نے اچھا کیا۔

(نسائی ص ۱۳۹ جلد ا کتاب الصلوٰۃ)

یہ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ اور خلفائے راشدینؓ سے سفر میں اتمام ثابت نہیں اور دیگر روایات سفر میں اتمامِ صلوٰۃ سے نہی کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ پس حضور ﷺ کے یہ فرمان مبارک "اَحْسَنْتِ" سے اتمام صلوٰۃ کی اجازت مراد نہیں بلکہ حضرت عائشہؓ کے مسئلہ سے عدم علم کی بناء پر حضور ﷺ کا چشم پوشی اور خاموشی فرمانا مراد ہے۔

لہٰذا یہاں بھی حضور ﷺ نے اس صحابی (جو فجر کی فرض نماز کے بعد سنتیں پڑھتے تھے) کے مسئلہ سے عدم علم کی وجہ سے خاموشی اختیار فرمائی۔ (بعد میں کسی بھی وقت سب کو مسئلہ بتلا دیا ہوگا)۔

کذافی فیض الباری ص ۲۰۴ جلد ۲ کتاب الصلوٰۃ والعرف الشذی علی الترمذی ص ۲۰۷ جلد ا کتاب الصلوٰۃ، ترمذی کیساتھ طبع شدہ)

بعض روایات میں جو "ضَحِکَ کا لفظ ہے "سَکَتَ" کے بجائے۔ پھر تو یہ احتمال اور زیادہ قوی ہو جاتا ہے ورنہ ایسی صورت میں ہنسنے کا کیا موقع تھا؟

جواب نمبر ۴:۔ ہو سکتا ہے یہ واقعہ منع سے قبل کا ہو۔ (بذل المجھود ص ۲۶۴ جلد ۲ کتاب الصلوٰۃ مکتبہ قاسمیہ ملتان)

جواب نمبر ٤ :۔ ممانعت کی متواتر احادیث سے یہ خبر واحد منسوخ ہے۔

(معارف السنن ص ۹۹ جلد ۴ کتاب الصلوٰۃ)

جواب نمبر ۵ :۔ ممانعت کی احادیث کے قرینہ سے جواز والی حدیث اس صحابیؓ کی

خصوصیت پر محمول ہے۔(ورنہ اتنے صحابہ کرامؓ کا عمل اسکے خلاف نہ ہوتا)۔

(معارف السنن ص۹۹ جلد۴ کتاب الصلوۃ)

جواب نمبر ۶:۔(ان سب کے علاوہ) جواز والی حدیث خبر واحد ہے اور ممانعت کی مذکورہ بالا احادیث متواتر ہیں باتفاق محدّثین متواتر حدیث خبر واحد سے راجح ہوتی ہے۔

(معارف السنن ص۹۹ جلد۴ کتاب الصلوۃ)

خلاصہ کلام

ضروری مسائل

الغرض سنت فجر اور جماعت وغیرہ کے سلسلہ کی مندرجہ بالا احایث مرفوعہ اور صحابہ کرامؓ وتابعین عظام کے عمل سے مندرجہ ذیل مسائل ثابت ہوئے۔

مسئلہ نمبر ۱:

سنت فجر صبح سویرے پڑھنا، گھر میں پڑھنا، تخفیف کے ساتھ پڑھنا، پہلی رکعت میں سورۂ کافرون (قل یاایھا الکفرون) اور دوسرے رکعت میں سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھنا سنت ہے۔ لہذا ان کا اہتمام کیا جائے۔ اور کبھی کبھار اسکے علاوہ سورتیں بھی پڑھنی چاہیے تاکہ دوسری سورتوں سے اعراض صورۃً لازم نہ ہوسکے۔

مسئلہ نمبر۲:

چونکہ فجر کی سنتوں اور جماعت کی بڑی فضیلت اور تاکید آئی ہے اسلئے کوشش کی جائے کہ دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں۔لہٰذا جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد بھی سنت مسجد میں پڑھنے کی گنجائش ہے۔بشرطیکہ کم از کم قعدہ ملنے کی امید ہو۔جیسا کہ صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے عمل سے معلوم ہوا۔

مسئلہ نمبر۳:

لیکن سنتیں مسجد میں ایک ایسی مکان جسمیں امام اور اسکے درمیان کوئی چیز (دیوار یا ستون وغیرہ) حائل ہو پڑھی جائے امام کی قراءت سنائی دینے میں کوئی حرج نہیں۔اور جہاں جماعت ہو رہی ہو وان صفوں کے قریب نہ پڑھے کیونکہ صفوں کے قریب بلا حائل پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ خصوصاً ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے معلوم ہوا۔

مسئلہ نمبر٤:

اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائیگی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے (سنتِ فجر میں)سنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔

مسئلہ نمبر۵:

اگر قعدہ اخیرہ فوت ہونے کا خوف ہو تو سنتیں چھوڑ دے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔

مسئلہ نمبر۶:

اگر کوئی مسجد میں ایسے وقت آیا یا نیند سے ایسے وقت بیدار ہوا کہ اس کو اس بات کا خطرہ ہے کہ اگر فرض اور سنت دونوں پڑھی جائیں گی تو سورج نکل آئیگا، تو ایسی صورت میں صرف فرض پڑھ لے۔

مسئلہ نمبر ۷:

اگر نمازِ فجر سے پہلے سنتیں نہ پڑھ سکے تو اب انکو فرض نماز کے فوراً بعد سورج نکلنے سے پہلے پڑھنا جائز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا اس وقت نہ پڑھے۔

مسئلہ نمبر ۸:

اگر فجر کی فرض نماز اور سنتیں دونوں چھوٹ جائیں تو چاہیے کہ سورج نکلنے اور بلند ہونے کے بعد (زوال سے پہلے پہلے) پہلے سنت پھر فرض نماز پڑھنی چاہیے۔ جیسا کہ "لیلۃ التعریس" کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

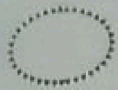
مسئلہ نمبر۹ :

اگر سنت فجر فرض نماز یا جماعت فوت ہو جانے کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو سورج نکلنے اور بلند ہونے کے بعد (اشراق کے وقت) ان سنتوں کو قضاء پڑھ لے یہ اولیٰ اور بہتر ہے۔کوئی ضروری نہیں۔جیسا کہ عبداللہ بن عمرؓ کے عمل سے معلوم ہوا۔

مذکورہ بالا مسائل کے سلسلہ میں جو لوگ اپنے موقف پر اصرار کرتے ہیں اور شرکتِ جماعت کی وجہ سے ان سنتوں کو چھوڑ دیتے ہیں یا فرض نماز کے فوراً بعد پڑھنے کو کہتے ہیں وہ لوگ مندرجہ بالا احادیث مرفوعہ اور صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے عمل کے خلاف کرتے ہیں اور جن روایات سے استدلال کرتے ہیں بندہ نے بتوفیق اللہ تعالیٰ اسکے کئی جوابات ذکر کر دیئے ہیں جو کہ کتب مستندہ و معتبرہ میں مذکور ہیں۔ان شاء اللہ العزیز اس قدر تفصیل ایک مُنصِف مزاج کیلئے کافی وشافی ہوگی اور متعصب مزاج کا علاج نہیں۔

وماتوفیقی الاّ باللہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. اٰمین

اٰمین یا ربَّ العٰلمین



ایک انمول تحفہ

امام اور مقتدی سے متعلق چھ سوستاسٹھ (667) مسائل پر مشتمل ایک مدلل کتاب

نمازِ مقتدی

تالیف

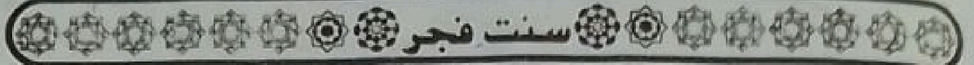
محمد شفیق شھرانوی

فاضل ومدرس جامعہ دار العلوم اسلامیہ چارسدہ

خیبر پختونخوا

زیر نظر کتاب امام اور مقتدی سے متعلق چھ سوستاسٹھ (667) مسائل پر مشتمل ایک مدلل کتاب ہے جسکا ہر مسئلہ قرآن یا حدیث یا کم از کم فقہ کی معتبر کتابوں کے عبارات اور معتبر فتاوی جات کے حوالوں سے مزین ہے۔ یعنی اس کا ہر ایک مسئلہ تخریج شدہ ہے اس کے علاوہ بعض اختلافی مسائل جیسے قراءت خلف الامام، امین بالجہر، رفع الیدین، بیس رکعات تراویح، وتر کی تعداد رکعات وغیرہ میں احناف کے بھرپور دلائل اور قائلین کے دلائل سے سیر حاصل جوابات پر بھی مشتمل ہے ۔اس کے علاوہ مرد وعورت کی نماز میں تقریباً اٹھائیس مقامات میں فرق تفصیلی دلائل قرآن مجید، احادیث مبارکہ وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ نیز کتاب میں سنت طریقے سے نماز با جماعت پڑھنے، امام اور مقتدی کی نماز میں فرق، منفرد اور مقتدی کی نماز میں فرق اور منفرد وامام کی نماز میں فرق کو خوب اچھے طریقے سے واضح کیا گیا ہے۔ تصحیح شدہ اور اضافہ شدہ جدید ایڈیشن منظر عام پر آنے والا ہے۔

شعبہ تصنیف و تالیف :... جامعہ دار العلوم اسلامیہ چارسدہ خیبر پختونخو

ایک انمول تحفہ

فضائلِ ذی الحجہ و احکام قربانی

مؤلف

محمد شفیق شہرانویؔ

فاضل ومدرس جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ، خیبر پختونخوا پاکستان

زیرِ نظر کتاب عشرہ ذی الحجہ اور قربانی سے متعلق فضائل اور تقریباً پانچ سو (500) مسائل پر مشتمل ایک مدلل کتاب ہے جو کہ قرآن مجید، احادیث مبارکہ، فقہ حنفی کی معتبر کتابوں اور فتاویٰ جات معتبرہ کی عبارات اور حوالہ جات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں قابیل اور ہابیل، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضورِ اکرم ﷺ کے حجۃ الوداع کے تفصیلی واقعات بھی مذکور ہیں۔

شعبہ تصنیف وتالیف: جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ

فون نمبر 0916511982..................03139946717

المنهاج

فی

قواعد اسماء الاعداد

مؤلف

محمد شفیق شہرانویؒ
فاضل ومدرس جامعه دار العلوم اسلامیه چارسده، خیبر
پختونخوا پاکستان

مذکورہ کتاب میں اسماء الاعداد یعنی عربی ہندسوں کے تقریباً بیس قواعد یعنی لکھنے پڑھنے کے طریقے اور اکائی سے لے کر مہاسنکھ تک (یعنی وَاحِدٌ سے لے کر عَشرَۃُ اَلافِ اَلفِ اَلفِ اَلفِ اَلفِ اَلفِ تک) ہندسے ذکر کی گئی ہیں۔

اس کے علاوہ ''عقد الانامل'' کے نام سے موسوم ایک رسالہ منسلک ہے۔ جو کہ پانچ قواعد پر مشتمل ہے اور اکائی سے لے کر مہاسنکھ تک طریقہ بتایا گیا ہے عقود کے نقوش کے ساتھ طریقہ بتایا گیا ہے۔

صحیح شدہ و اضافہ شدہ ایڈیشن

امام اور مقتدی سے متعلق چھ سو سٹرسٹھ (667) مسائل پر مشتمل ایک مدلل کتاب

نمازِ مقتدی



تالیف

محمد شفیق شهرانوی

فاضل و مدرس جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ خیبر پختونخوا

شعبہ تصنیف و تالیف

جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ